رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا (عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً) میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

یوم اشاعت ہفتہ میں تین بار

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ خریداروں مقامی سے للعہ

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت سالانہ پیشگی چھ روپیہ (۶)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۹۵)

جلد ۲ مورخہ ۳۰ مارچ و یکم اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۳ و ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۳ھ نمبر ۱۲۰ و ۱۲۱

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت رو بصحت ہے مگر زخم جس پر انگور آگیا تھا معلوم ہوا کہ ابھی اس میں کچھ نقص باقی ہے ÷

۲۔ اہل بیت نبوی کے بعض ممبر علیل ہیں اللہ تعالےٰ صحت بخشے ÷

۳۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے اتوار ۲۸ مارچ بعد از نماز عصر بدھ ازم پر لیکچر دیا۔ ماسٹر صاحب نے ایک ہی وقت میں اپنی فصیح اللسان۔ جرنلسٹ تاریخ و جغرافیہ کے عالم ہونے کا ثبوت دیا۔ بدھ کے سوانح کے ضمن میں آپنے اسلام کے احکام سے بدھ ازم کا مقابلہ کیا۔ اور مشرقی و جنوبی سنٹرلوں کے معتقدوں کیطرف سے اپنے سوالات کے جواب سنئے۔ ماسٹر صاحب کہتے ہیں ابھی میں نے مضمون کو مکمل نہیں کیا ÷

اخبار احمدیہ

۱۔ منشی اللہ دتا صاحب رام نگر سے لکھتے ہیں۔ شیخ محمد جان وزیر آبادی رام نگر میں آئے۔ اور شد و مد سے اعتراض کرنے لگے میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے حق کی تائید کے لئے طاقت بخشے اللہ کا فضل ہے کہ میں نے انہیں دو گھنٹے کے مکالمہ کے بعد لاجواب اور خاموش کرا دیا۔ یہانتک کہ شیخصاحب نے راہ گریز اختیار کی۔ میری ہمراہ دو معزز ہندو صاحبان تھے۔ انہوں نے شیخصاحب کے سامنے میرے دلائل کو زبردست اور شیخصاحب کو جھوٹا قرار دیا ÷

۲۔ ایک شخص کو لکھوایا کہ سود لینا بھی گناہ سود دینا بھی

۳۔ ایک صاحب کو لکھوایا کہ طاعون زدہ شہر سے باہر نکل کر ڈیرہ لگانا منع نہیں بلکہ کسی دوسرے صحیح و سالم شہر میں جانا منع ہے ÷

۴۔ مستری کریم بخش صاحب اٹاوہ نے ایک نائٹ سکول جاری کیا ہے۔ جسپر حضور نے اظہار خوشنودی مزاج فرمایا ÷

۵۔ بعض ہندوں کی درخواستیں دعا کے لئے آئی ہیں اور آتی ہیں۔ حضور دعا فرماتے ہیں ÷

۶۔ مستری محمد الدین صاحب خوشاب سے اپنی تبلیغ کی کیفیت بھیجتے ہیں۔ ایک انجمن کا جلسہ تھا۔ انہوں نے چاہا کہ کچھ روپیہ لیکر بھی ان کا پیغام اہل مجلس کو سنا دے۔ بہت دعا جو کی تو ایک معزز نے خود بخود کہا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں چنانچہ طول کر پیغام مسیح سنا دیا ÷

۷۔ مولوی عمر الدین صاحب صیرکہ سے لکھتے ہیں کہ یہاں مرض بلیگ ہے۔ احمدی احباب کے لئے دعا کی جائے کہ محفوظ رہیں ÷

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

۸ - ماسٹر نور الٰہی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ انکے ذریعہ ایک صاحب عبد الرحیم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں ؁

۹ - جنازہ غائب پڑھا جائے - (۱) میاں عمر الدین احمدی بنگہ کی والدہ کا (۲) میر احمد ابن جھنڈے خان مدرس بیبے ہالی (۳) حاکم بی بی زوجہ اکبر علی احمدی نوشاہی چک ۲۲ - ڈاکخانہ راوتیانی ؁

۱۰ - میرے عزیز میاں نذیر احمد صاحب کے بھائی میاں بشیر احمد صاحب میو ہسپتال لاہور میں بیمار ہیں - ان کے لئے احباب دعا فرماویں ؁

(ب) ملک شیر زمان صاحب کو درد نقرس سے سخت تکلیف ہے انکی صحت کے لئے احباب ضرور دعا کریں ؁

۱۱ - ایک سائل نے دریافت کیا - ایک احمدی نمازی - بڑا پرہیزگار چندہ بھی دیتا ہے - مگر غیر احمدی کو رشتہ لڑکی کا دیدیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے - جواب میں حضرت خلیفۃ ثانی نے لکھایا :-

"جس نے حضرت اقدس کا صریح حکم ٹال دیا وہ احمدی کہاں ہے"

جب تک وہ توبہ کرے - اور اپنی توبہ ثابت نہ کرد کھائے وہ احمدی نہیں - حضرت اقدس نے تو یہاں تک فرمایا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو - پھر جو غیر احمدی کو لڑکی دیدے وہ احمدی کس بات کا ہے (ہمارے دوست توجہ کریں)

۱۲ - برادر فوجدار خان صاحب دندان ساز سابق میجر حوالدار دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں ؁

۱۳ - قاضی اکبر علی صاحب سیالکوٹی - تین چار آدمیوں کا ذکر کرتے ہیں - جن کو دعا رب کل شئی خادمک سے طاعون وبخار سے صحت ہوئی ؁

۱۴ - برادر نور الحسن صاحب علی گڑھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ پچاس روپے چندہ ترقی اسلام کے لئے کیا ہے - جزاہ اللہ

۱۵ - عزیز فرید عالم میانوی نے جب نماز جمعہ غیر احمدیوں کی اقتداء میں نہ پڑھی تو سب گلے کا ہار ہو گئے - اور کہنے لگے - ارکعوا مع الراکعین - الٰہی حکم کی نافرمانی کی - عزیز موصوف نے جواب دیا - قرآن مجید پر مومن عمل کرتے ہیں - پس میں مومنوں کو تلاش کرتا ہوں - جہاں ملتے ہیں میں بھی انکے ساتھ رکوع کر لیتا ہوں ورنہ اکیلا ؁

۱۶ - ایک صاحب لکھتے ہیں - ضلع لائل پور میں نہر پر ہم کو زمین ملی تھی - تو اس گاؤں کا نام احمد آباد اللہ تعالیٰ افسروں کی زبانی مقرر کرا دیا - اب ضلع منٹگمری میں سیالکوٹ کے ۱۲ آدمیوں کو ایک موضع چک ۳ پر دخل ملا - جسمیں ۱۲ احمدی تھے - مگر اللہ نے ایسا فضل کیا کہ اس کا نام محمود پور منظور ہوا (اللھم بارک فی صاعھم وامو الھم ودینھم)

۱۷ - میراں شاہ زینوں سے خبر پہنچی ہے کہ پٹھانوں کی لڑائی ہماری سرکار کی فوج سے ہوئی - پٹھانوں کو سخت ہزیمت ہوئی ؁

۱۸ - میر اکبر اپیل نویس ایک مقدمہ میں حضرت خلیفہ ثانی کی دعا کا اعجازی رنگ میں مقبول ہونا لکھتے ہیں ؁

۱۹ - رفیع الدین احمد - احمدی مدرسہ اور حمان سے بہت کچھ اپنے اخلاص کا اظہار فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں - میں اور میرے جیسے کئی جماعت میں احساس پیدا ہونے کا زندہ ثبوت موجود ہیں ؁

۲۰ - قاضی عبد الواحد صاحب برہمن بڑیہ کے وعظ سے ایک گاؤں میں چھ سات نئے احمدی ہوئے ؁

۲۱ - مہر الٰہی صاحب سب پوسٹماسٹر لیبی اپنے اور دوسرے احمدیوں کے لئے حفاظت از طاعون کی دعا کرتے ہیں

۲۲ - امانت بی بی کا جنازہ غائب پڑھنے کے لئے برادر مولا بخش صاحب ساکن بھیمیاں (ہوشیار پور) درخواست کرتے ہیں ؁

وصیت

مخدومی چودہری نصر اللہ خانصاحب وکیل شہر سیالکوٹ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وصیت میں غلطی رہ گئی ہے اسکو ہم دوبارہ شائع کرتے ہیں ؁

چودہری نصر اللہ خان ولد چودہری سکندر خان ساکن ڈسکہ حال وکیل شہر سیالکوٹ نے اپنی موجودہ جائداد اراضی واقعہ ڈسکہ تین سو گھماؤں - اراضی ۲ مربعہ چک ۹۸ جھنگ برانچ مکانات ڈسکہ وسیالکوٹ نسعددکانات وزمین سفید ومکان مرہونہ پانچ ہزار چھ سو روپیہ واقعہ شہر سیالکوٹ کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی ؁

تازہ خبریں

فساد رک گیا - ۲۹ مارچ کی شام کو کلکتہ کے شمالی مضافات اُلٹا ڈنگی میں چار پانچ سو مسلمان قلی بدیں خدشہ جمع ہو گئے - کہ انکی مسجد گرائی جانے لگی ہے - مگر پولیس کے بروقت انتظام سے فساد رک گیا ؁

دو صد ڈاکوؤں نے مسلح ہو کر بستی شہتی تھانہ جلال پور پیروالہ ضلع ملتان میں چودہری آسا رام کے مکان پر ڈاکہ ڈالکر تقریباً تین چار لاکھ روپیہ مع زر و زیور لے کر چلتے بنے اور آسا رام کو مع اون کے دو بیٹوں کے بندوق کے فیروں سے زخمی کر گئے ہیں ؁

تین جرمن جہاز غرق - سٹاک ہولم - ۲۸ مارچ - تین جرمن جہاز جن پر لوہا بار تھا - بحیرہ بالٹک میں ایک روسی آبدوز نے غرق کر دیئے ؁

حضور وائسرائے کی میعاد کو کم از کم اختتام جنگ تک بڑھانے کی درخواست شہنشاہ معظم سے کرنے کے لئے ایک شاندار عام جلسہ ۲۵ مارچ کی شام کو ٹون ہال دہلی میں بصدارت رائے رام سرنداس صاحب رئیس لاہور منعقد ہوا ؁

میرٹھ - میں ۲۳ مارچ کی رات کو ایک مرہٹہ وشنو گنیش پکڑا گیا - اس کے قبضہ سے دس بمب اور چند بوتلیں خاص قسم کے آتشی عرق کی ملیں وہ حال میں امریکہ سے واپس آیا اور پولیس کچھ عرصہ سے انکی تلاش میں تھی ؁

حساب گندم - اضلاع لائل پور - جھنگ - شاہ پور - ملتان مظفر گڈھ - لاہور اور گوجرانوالہ کے ایسے زمینداروں کو جو تین ایکڑ سے زیادہ رقبہ کے مالک ہوں یا جن کے قبضہ میں ایکہزار من سے زیادہ گندم ہو - ۱۵ - اپریل کو اور پھر ہر پندرہ دن بعد سرکار کو یہ اطلاع دینی پڑے گی کہ اسقدر گندم انکی تحویل میں ہے، نائب تحصیلدار ذخائر معائنہ و تلاشی کر سکیں گے ؁

ڈاکہ - ضلع سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ کے ایک گاؤں پورتوہی میں ۲۱ و ۲۲ مارچ کی درمیانی رات کو لالہ جوالا سہائے کے گھر پر جو کہ ضلع بھر میں مشہور ساہوکار ہے - ڈاکہ مارا - ڈاکوؤں کی تعداد پچاس ساٹھ کے قریب تھی قیمتی اشیاء اور نقدی جو انکے ہاتھ لگی وہ ایک لاکھ روپیہ کی بتائی جاتی ہے ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۳۰ مارچ ۱۹۱۵ء

آپ ترقی اسلام کیطرف توجہ کریں!

خدا آپکے ایمانُ اموالکو ترقی دیگا

حضرت فضل عمر کی خلافت کے ساتھ جس کام کرنے والی انجمن کی بنیاد رکھی گئی اور جس نے تھوڑے عرصہ میں بہت کام کر دکھایا ہے۔ جو آیندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اصل اغراض کو پورا کرنے کے نیک ارادے رکھتی ہے اور جو اپنی اغراض و مقاصد کے مطابق

ترقی اسلام

کے موزون و مناسب نام سے موسوم ہے۔ آج ہم قوم کو اس انجمن کی طرف پھر توجہ دلاتے ہیں۔ ہم کو علم ہے کہ قحط سالی نے ہماری مخلص اور غریب جماعت کی محدود آمدنی پر مزید بوجھ ڈالدیا ہے۔ ہم کو علم ہے کہ غیر مبایعین کے قطع تعلق کرنے اور مسیح موعود کے قائم کردہ کاروبار کو روکنے کی کوششوں نے آپ کی جیبوں پر اثر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خلافت ثانی کا ساتھ دینے والوں میں سے اکثر نے ایثار کا قابل تقلید نمونہ دکھایا ہے اور بعض دوستوں نے تو اپنے چندوں کو ڈیوڑھا کر دیا ہوا ہے۔ پھر ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ باوجود مشکلات و مالی تنگی کے آپنے بڑے استقلال کے ساتھ ابتلاؤں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور قادیان کے کاروبار کو چلانے میں حسب استطاعت مدد دی ہے۔ مگر باوجود اس علم کے کہ ہم آپ ہی کو مخاطب کرنا آپ ہی سے مخاطب ہونا قرین صواب اور موجب برکت خیال کرتے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ خدا کے فضلوں کی بارش سب سے پہلے آپ ہی کے در و دیوار پر ہو۔ آسمان سے باران رحمت کا نزول سب سے پہلے آپ ہی کے جاذب خیر صحن میں ہو۔

دوستو! خدا کے کام تو ہونگے۔ اور یقیناً ہو کر رہینگے مگر مبارک ہو وہ جسے اس خدمت کا موقعہ ملے۔ قابل رشک ہے وہ جس کے اموال راہ مولا میں اسلام ہاں زندہ اسلام یعنی احمدیت کی اشاعت کے لئے خرچ ہوں۔ پس آپ ہمت کریں۔ اور خدا کے کھڑے کئے ہوئے اولوالعزم خلیفہ کے ساتھ ہو کر انجمن ترقی اسلام کے فنڈز کو مضبوط کر دیں۔ آپ کو علم ہونا چاہئیے اس انجمن کے ماتحت اس وقت حیدر آباد دکن۔ بنگال۔ راجپوتانہ۔ سیلون و ماریشس۔ لنڈن اور دیگر اضلاع ہندوستانُ پنجاب میں باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ اس انجمن نے صرف ایک سال میں جابجا پرائمری اسکول کھولے ہیں۔ اس کے ماتحت ترجمۃ القرآن انگریزی و اُردو کا کام نہایت احسن طور پر ہو رہا ہے انگریزی اور اُردو میں نئے نئے ٹریکٹ اور کتابیں شایع ہوئی اور ہو رہی ہیں۔

اس کے علاوہ اس انجمن کے ماتحت مبلغین کلاس جیسی قابل قدر درسگاہ کا اجرا و قیام عمل میں آیا ہے۔ اور بالآخر یہی انجمن ہے جس کے ماتحت خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کرنے کا محکمہ قائم ہے۔ اور مفید کام کر رہا ہے پس ہم آپ سے ملتجی ہیں کہ آپ پہلے ان تمام کاموں کی اہمیت اور ان کے متعلق ضروریات پر ایک نظر ڈالیں۔ اور پھر غور کریں کہ یہ تمام کام کس طرح چلا اور کس طرح چلیگا۔

برادران! گذشتہ سال آپنے اس مد میں صرف ۱۹ ہزار روپیہ دیا جو قریباً سب کا سب خرچ ہو چکا ہے۔ کام کی اہمیت اور ضروریات کی کثرت کے مقابل یہ رقم بہت کم تھی مگر خدا نے اس میں برکت ڈالی۔ اور تھوڑے روپیہ میں بہت کام کرا دئے۔

اب خلافت محمود کے ساتھ ساتھ انجمن ترقی اسلام کا بھی دوسرا سال شروع ہوتا ہے۔ اخراجات پہلے سے زیادہ ہیں اور بڑھ رہے ہیں اور ضرورت ہے کہ آپ ایثار کا نمونہ دکھائیں اور ہماری اس اپیل پر لبیک کہیں۔

دوستو! دنیا کی اقوام زردار اور زر پرست ہیں انکے کام محض زر پر مبنی اور ان کا بھگوان روپیہ و پونڈ ہے۔ ہمارے آریہ دوست مانتے ہیں کہ آریہ سماج کے اندر لکشمی دیوی کی پرستش ضرور ہوتی ہے" ہمارے غلطی خوردہ دوست "ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے" فراموش کر کے احمدؐ پر فتوے کفر لگانے والوں کے آگے دست سوال دراز کرنا اور ان کے روپیہ کی خاطر خصوصیات سلسلہ کو قربان کرنا ایک معمولی سی بات تصور کرنے لگے ہیں مگر ہم نہ روپیہ کے پرستار ہیں نہ چاندی و سونے کی خاطر مداہنت کو اختیار کرتے اور اظہار حق سے مصلحتاً احتراز کر سکتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ قادیان کے کام ہونگے اور آپ ہی کے تھوڑے مگر پاک روپیہ سے ہونگے۔ اس لئے ہم آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ ترقی اسلام کی فکر کریں تا خدا تعالیٰ آپ کی ترقی کے سامان پیدا کر دے۔

اس اپیل کو ختم کرنے کے ساتھ ہی ہم آپ سے یہ درخواست کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ترقی اسلام کی امداد ایسے ہی رنگ میں کی جائے جس سے

صدر انجمن احمدیہ

کے خزانہ کو کوئی ضعف نہ پہنچے۔ اور لنگر۔ ہائی اسکول مدرسہ احمدیہ۔ ریویو۔ مقبرہ بہشتی۔ مساکین و یتامیٰ و دیگر صیغہ جات انجمن کے چندوں پر اس کا اثر نہ پڑے۔ اور . . . . . . اس طرح نوافل کے لئے خدانخواستہ فرض قضا نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آمین

ایک قابل اصلاح رسم

جو باتیں اس سے پہلے عبادت کا جزو سمجھی جاتی تھی۔ اب وہ تعلیم اور روشنی کے اثر سے خود بخود قابل اصلاح معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ہمصرست دہرم پرچارک لکھتا ہے کہ ۱۵ مارچ کو سوماوتی اماوس کے دن سادھوؤں کی سواری بڑی دھوم دھام سے نکلی اپنے آپ کو ویراگ تیاگ اور پریم درا کیا (؟) پادھیوں کے ادھیکاری بتلانے والے مالدار فقیروں نے چاندی کے ہودوں اور پالکیوں میں چڑھ کر پرچم اپنی سیاہی دکھلائی۔ پر تو سب سے بڑھ کر وہ ترچھ درشیہ (دیہاتی کا نظارہ) تھا۔ جس نے سینکڑوں ننگے فقیروں کو سر سے پاؤں تک ننگا نکلوا کر بدیشیوں میں اپنی جاتی کے گورو کا ناش کر دیا۔ نرلج سبھتا شونیہ مشٹنڈے اس پرکار نکلے اور بھارت مہلائیں (بھارت کی دیویاں) اندھ وشواس میں ڈوبی ہوئی انکے درشنوں کی انتظار میں گھنٹوں بیٹھی رہیں۔ یہ سادھو منڈل کے لئے ایک طرح کا کلنک ہے اور اس کو دور کرنے کا ایک اپائے یہی ہے کہ جس پر ناگوں کی سواری نکلے۔ سڑک کے دونوں طرف صفائی ہو اور ایک بھی استری پرش گرہستی تھا سادھو وغیرہ دکھلائی نہ دے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ

تصدیق المسیح

(سلسلہ کے لئے دیکھو الفضل مورخہ ۱۹۱۵ء)

پھر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ احمدیت میں شرک فی النبوۃ ہے، اور مرزا صاحب خدا کے رسول ہونے کے مدعی ہیں اور ان کو رسول اکرم سے درجہ میں بلند ہونے کا دعویٰ ہے اور اپنے آپ کو واجب الاتباع ٹھہرایا۔ اسکے جواب میں اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس نے کبھی خاتم الانبیاء کے غلام اور کامل متبع ہونے سے انکار نہیں کیا۔ اور تمام کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دامن فیوض سے وابستہ تسلیم کیا ہے۔ آپنے جو خط اپنی وفات سے صرف دو دن اول اخبار عام لاہور میں چھپوایا۔ اس میں بھی یہ لکھا ہے کہ "یہ الزام جو میرے ذمے لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا × × × × اس قسم کی نبوت کا مجھ کو کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے"۔ پس حضرت مسیح موعود کی طرف جب دعویٰ رسالت منسوب کیا جائے تو ہمیشہ اسبات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی شریعت جدیدہ یا براہ راست نبوت کے مدعی نہیں ۔

باقی دعوے کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اور دوسری طرف آیات اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی اور اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم اور ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا اور صراط الذین انعمت علیہم اور احادیث کیف انتم اذا نزل عیسیٰ بن مریم فیکم وامامکم منکم اور نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ اور لیس بینی وبینہ نبی کی موجودگی میں کس قسم کا نبی آسکتا ہے اور ایسے نبی ہونے سے نبوت محمدیہ کی ہتک ہے یا شان میں اور بھی چمک بڑھ جاتی ہے۔ پھر یہ کہ نبی کس کو کہتے ہیں اور یہ تعریف حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہے یا نہیں

[illegible] × × × [illegible] قرآن شریف کی پیروی کی

بس یہ باتیں تمام مبحث کو حل کر دینگی۔ انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ میں بتادیا کہ نبی اور غیر نبی میں وحی کا فرق ہے مگر نزول وحی کا اطلاق غیر نبی پر بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسے اُمّ موسیٰ کی نسبت یا حواریین کی نسبت۔ پس کوئی مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے۔ اور وہ کثرت اور اظہار علی الغیب ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ کہ ایسا غیب جو بلحاظ کیفیت و کمیت بڑھ چڑھ کر ہو۔ اور اس زمانہ میں اور کسی میں یہ تطہیر پائی جائے یہ سوائے خدا کے رسولوں کے اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اقدس کی نبوت سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اور جب رسالت ثابت ہوگی تو باقی اعتراضات خود بخود حل ہوجائینگے۔ یہ کہنا کہ حضرت علی جیسے شخص کے مقابل میں دعوی نبوت کیونکر سزاوار ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کے فعل پر اعتراض ہے۔ اھم یقسمون رحمت ربک۔ اس نے جسے مناسب سمجھا۔ اس منصب پر فائز کر دیا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ ایک طرف حدیث میں پڑھتے ہیں کہ من اطاع امیری فقد اطاعنی۔ یعنے امیر کی اطاعت بھی واجب چہ جائیکہ ایک نبی کی۔ اور ادھر آپ کو مسیح موعود کے بارے میں اعتراض ہے کہ وہ کیوں اپنے آپ کو واجب الاتباع ٹھہراتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوکر واجب الاتباع ٹھہراتے تو محل اعتراض تھا مگر یہاں تو آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سکھاتے ہیں۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ شریعت محمدیہ کے کسی حکم کو بدلا یا اسکے خلاف کوئی حکم دیا وہ تو فرماتے ہیں :-

یکے ہم دوری ازاں عالیجناب* نزد ما کفر است و خسران و تباب

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود * آں از خدا زہاں جائے بود

افسوس ہے کہ ہزاروں سجادہ نشین ہیں جو ایسے ایسے وظائف اور اوراد اور وصول الی اللہ کے طریق بتلاتے ہیں کہ شریعت محمدیہ میں انکی کوئی اصل نہیں انپر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مگر اعتراض کیا جاتا تو اس متبع سنت پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ایسا فنا ہوا کہ نبی کا نام پالیا۔ آپ الہام لولاک لما خلقت الافلاک پر یہ تمسخر کرتے ہیں کہ سچ ہے آسمان کیسے پیدا ہوسکتا۔ وہ تو مرزا صاحب نے بنایا مگر یہی حدیث جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پڑھتے ہیں تو پھر اعتراض کی یہ صورت نہیں رہتی۔ خلق لکم مافی الارض جمیعاً۔ تو ہمارے لئے بھی آچکا ہے۔ جس مبارک وجود کی ہدایات پر لوگوں کی نجات ہو۔ اسی کے لئے افلاک کی پیدائش کا اظہار کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ماخلقت ھذا باطلاً مومنوں کا اقرار ہے۔ حرکت دوری جب تمام اسباب اور واقعات اور حالات کو ایک مقدس انسان کے مطابق اور اس کی مراد کے موافق کر دکھاتی ہے تو افلاک کی پیدائش اسی کے لئے بن جاتی ہے۔ پھر آپنے قادیانی قبلہ کو جدا ٹھہرایا ہے حالانکہ آپ تمام احمدیوں کو خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں اور اس سے بھی آپ انکار نہیں کرسکتے کہ وہ حج کے لئے بھی وہیں جاتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۸ کا حوالہ دیکر آپنے لکھا ہے کہ بیت اللہ جو مقام ابراہیم کا ہے اسے خدا نے مرزا کی خاطر قادیان میں بدل دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے اس کے معنے خود اسی الہام کے نیچے کردئے ہیں اور فرمایا ہے کہ اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنے اس نمونہ پر چلو۔ اب اس کے خلاف معنی بنانا کہاں تک دیانت پر مبنی ہے۔ وہ تو فرماتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم شرک کے دشمن توحید کے جان نثار تھے ویسے ہی تم بن جاؤ اور تمام مومنوں کو انبیاء علیہم السلام کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی تاکید ہے۔ پس مسیح موعود کی اس تعلیم پر اعتراض کیسا۔ پھر آپ کا اعتراض ہے کہ حضرت صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ قرآن زمین سے اٹھ گیا اور میں اسے آسمان پر سے لایا ہوں یہ حفاظت قرآن مجید پر حملہ ہے۔ سنئے صاحب۔ آپ کا یہ استدلال بالکل غلط ہے کسی چیز کے اٹھ جانے سے مراد اس کا عمل اٹھ جانا ہے۔ بدیہیات کا انکار نہیں ہوسکتا۔ کیا حضرت اقدس سے پہلے تمام قرآن مجید دنیا سے نابود ہوگئے تھے۔ یہاں نظر نہیں آتے تھے یہ تو واقعات کے بھی خلاف ہے۔ دوم اگر تمام قرآن مجید دنیا سے اٹھ کر آسمان پر چلے جاتے تو بھی آپکا اعتراض لازم نہیں

آنا۔ اور نہ آیت قرآنی اناله لحٰفظون کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ آسمان پر جاکر اللہ ہی کی حفاظت میں رہتے۔ بات تو یہ ہے اور یہ سب تسلیم کرتے ہیں۔ مخالف علماء بھی دعظوں میں وعظ کرتے ہیں کہ قرآن مجید پر مسلمانوں کا عمل نہیں رہا۔ پھر اُٹھ جانے سے مراد ہے۔ اور حدیث میں اس کی تشریح بھی موجود ہے پس اسمیں کیا شک ہے کہ قرآن مجید پر عمل حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کی جو عمل بالقرآن اور اشاعت اسلام اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور جان و دل سے اس کے لئے حاضر ہے۔ پس یہی جماعت ہے جو اب حفاظت و اشاعت اسلام کرے گی۔ کیونکہ حقیقی اسلام کی یہی وارث ہے۔ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا قائم احمدؑ مرسل اور اس کے پیروؤں کے نام روز ازل سے ثبت ہے پس کوئی نہیں جو ان کا قدم اس میدان سے ہٹائے۔ جن لوگوں نے یہ اشتہار شائع کئے ہیں کہ کیا احمدی اشاعت اسلام کرسکتے ہیں وہ نوٹ کرلیں کہ ہاں کرسکتے ہیں بلکہ کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور وہ وقت ضرور آئے گا۔ جب ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے ومن اصدق من اللہ قیلاً۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

قرآن مجید دیگر تمام مذاہب کی مزعومہ الہامی کتب سے جو امتیازی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ حقایق الاشیاء پر فلسفیانہ نگاہ ڈالتا ہے اور دنیا کی کسی چیز کو لغو نہیں قرار دیتا۔ اور کسی چیز کے خلاف کہتے ہوئے اس کے فوائد یا کسی خوبی سے قطع نظر نہیں کرتا۔ کیونکہ انصاف اسی کا تقاضا کرتا ہے ۔

چنانچہ شراب اور جوا کو حرام اور من عمل الشیطٰن فرمایا مگر چونکہ واقعات بتاتے ہیں کہ بعض اوقات ان چیزوں سے عارضی نفع بھی پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے اس کا اعتراف بھی کیا مگر ساتھ ہی بتادیا کہ اس کا نقصان اتنا بڑا ہے کہ کچھ فائدہ اگر ہے تو اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما (ان دونو میں بڑا نقصان ہے اور کچھ لوگوں کے لئے فائدے کا موجب بھی ہوجاتے ہیں۔ مگر ان کا نقصان ان کے نفع سے بہت بڑا ہے) اور دنیا میں ہمیشہ کثرت و قلت ہی کا اعتبار ہوتا ہے کوئی چیز بد ہے تو اس لئے کہ اس میں بُرائی اس کی خوبی سے زیادہ ہے اچھی ہے تو اس لئے کہ اس میں خوبی بُرائی سے بڑھ کر ہے۔ کوئی چیز بھی اپنی ذات میں مکمل نہیں کیونکہ اگر ذاتی کمال رکھے۔ اور کوئی نقص نہ ہو تو وہ تو خدا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی لے لو۔ اگر وہ نقصان رساں ہے، تو ضرور کسی پہلو سے فائدہ رساں بھی ہوگی۔ صحت ور سے صحت ور انسان میں بھی کچھ نہ کچھ بیماری ضرور ہوگی اور بیمار سے بیمار انسان میں کچھ نہ کچھ صحت ضرور پائی جائے گی۔ اگر صحت غالب ہوگی تو تندرست کہلائیگا۔ بیماری غالب ہوگی تو بیمار کہلائیگا جو نادان ہے وہ ایک پہلو کو دیکھ کر اسپر زور دیگا مگر جو دانا ہے وہ دونو پہلو مدنظر رکھے گا۔ پس شراب اور جوا کے بعض اوقات فائدہ دے جانے کا (گو وہ عارضی ہی ہو) اعتراف نہایت حکیمانہ ہے۔ اور ایسی کامل و اکمل تعلیم اسبات کا قوی ثبوت ہے کہ یہ اس دانا اور بینا مقتدر ہستی کیطرف سے ہے تعجب ہے کہ یہ خوبیاں مسافر آگرہ کی آنکھ میں عیب ہیں جیپر مصرعہ عنوان بالا صادق آتا ہے۔ جنگ میں شراب اور جوا کا زور ہوتا۔ شراب سے لڑائی میں مدد لیتے اور جوا سے اخراجات کا انتظام اور یہ دونو چیزیں بظاہر جنگوں میں مفید۔ مگر اسلام نے حکم دیا کہ نقصان زیادہ ہے اس لئے چھوڑ دو۔ اور چندوں سے کام چلاؤ۔ پھر جنگوں میں یتیم بھی ہوتے تھے۔ انکی نسبت فرمایا کہ جس سے ان کی زندگی خوشگوار ہوسکے وہ کام کرو۔ اور چونکہ جنگوں میں قیدی بھی آتے تھے۔ جن میں عورتیں بھی تھیں۔ انکی نسبت نیک سلوک کی تائید کی۔ اور انہیں اپنی سوسائیٹی کا جزو بنا لینے کے لئے فرمایا۔ حالانکہ عام طور پر دشمن کے لوگوں کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر اسلام نے تاکید کی کہ تم ان سے بدسلوکی نہ کرو مگر توحید مقدم ہے۔ مسلم تو توحید ہی کی آب وہوا سے پرورش پاتا ہے۔ اسلئے کسی مشرکہ سے خواہ وہ کس قدر قابلیت کی ہو۔ نکاح نہ کرنا۔ کہ اس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے پھر عورتوں کو وہ پوزیشن دی جو دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی یعنے انہیں کھیتی فرمایا۔ اسپر جیسے چاہو استعمال کرو کی پھبتی اڑانا الخبیثٰت للخبیثین آیت کی تصدیق ہے۔ یعنی بُرے خیالات بُرے لوگوں کے لئے ہے۔ کھیتی کا استعمال اسی صورت میں ہوگا جبمیں وہ بہترین طور پر پھل دے سکے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ کسی الہامی کتاب نے عورتوں کے حقوق کی اس سے بہتر کفالت نہیں کی ایلاء کا حکم بھی حق شناسی پر مبنی ہے۔ یعنی مرد نے ذرا حقوق میں کمی کی۔ اور حق زوجیت کو ادا نکیا تو طلاق واقع ہوگی اس پاک تعلیم کو نیوگ سے نسبت دینا آگ اور گلزار کو ایک دکھانا ہے۔ کہاں یہ بات کہ پہلے خاوند سے تعلقات زوجیت منقطع ہوجائیں اور دوسرے کی خانہ آبادی ہو اور کہاں یہ کہ خاوند تو وہی رہے مگر خاوندی فرض دوسرا ادا کرے۔ فتدبروا ۔

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید

اور

چند حل طلب مضمونوں کا جواب

ان دو متذکرہ بالا مضامین (جو مولوی محمدؐ علی صاحب نے لکھے ہیں) کا جواب اپریل سنہ ۱۹۱۵ء کے تشحیذ الاذہان میں ۵۶ صفحے پر ختم ہوا ہے۔ خریداروں کے پاس تو پہنچیگا ہی۔ باقی جو احباب اسے دیکھنا چاہیں وہ ۳ کے ٹکٹ بھیج کر دفتر تشحیذ سے منگوالیں۔ النبوۃ فی الاسلام کی تمہید سنا ہے۔ پانچ ہزار شائع ہوئی۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اپریل کے تشحیذ کی متعدد کاپیاں (چھ جلد فی روپیہ کے حساب سے) منگوا کر مفت تقسیم کریں ۔ والسلام

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بناء پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرایہ میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ۔ مگر قیمت کاغذ درجہ اوّل کی صرف ۳؁ اور کاغذ درجہ دوم ۲؁۔ احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب فرمایئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کھلی چٹھی۔

(بنام بابو محمد عبداللطیف صاحب شملہ)

آپکے ہر دو رسالجات یعنی ہمارے اندرونی اختلافات مصنفہ آپکے ... جناب خواجہ صاحب و نبوت تامہ کاملہ مصنفہ جناب ... مولوی محمد علی صاحب بڑے غور سے پڑھے۔ گو میرا دل ایسی بے ہودہ تحریرات کے پڑھنے ملامت کرتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے آپ کی خواہش مجبور کرتی تھی۔ اور نیز پیغام پارٹی کے اس اختر کو رد کرتا تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے مریدین کو ہماری تحریرات کے پڑھنے سے روکتے ہیں۔ لندنی خلیفہ کی تحریر میں روحانیت کا نام تو کوسوں تک نہیں جو عبارت ہے۔ وہ تقویٰ سے دور اور دھمکیوں سے معمور۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جناب خواجہ صاحب کو ایسے کون سی ضرورت اس رسالہ کے لکھنے کی پڑی تھی۔ مزا تو یہ ہے کہ مضمون دستیاب نہیں ع مقابلہ پر چڑھاتے ہیں آستینوں کو خواجہ صاحب کے رسالہ کے بعد میں نے القول الفصل کو پڑھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر اس امر کی بھی گواہی دیتا ہوں۔ کہ مجھ پر القول الفصل کے پڑھنے سے ایک رقت طاری ہو گئی۔ دل میں ایسی لذت۔ سرور اور کشش پیدا ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ اور یہ حالت بھی ضروری تھی۔ کیونکہ القول الفصل حضرت سلطان القلم صاحب کے حقیقی جانشین کی تحریر ہے۔ میں بابو محمد عبداللطیف صاحب خاص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی وجہ سے میں نے القول الفصل کو دوبارہ پڑھا۔ اور جس سے میرا ایمان تازہ ہوا۔ میں نے متذکرہ بالا ہر دو رسالجات کو بھی دو ہی دفعہ بڑے غور سے پڑھا تھا۔ میں ایماناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ جناب خواجہ صاحب کے سحر سامری کے لئے القول الفصل گویا عصائے موسیٰ ہے ٭

مولوی محمد علی صاحب نے جو رسالہ القول الفصل کے جواب میں لکھا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ انہوں نے القول الفصل کا کیا جواب دیا ہے۔ میں صرف ایک شعر پر اپنی چٹھی کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ حضرت جناب خلیفہ ثانی صاحب کی بیعت سے مستفید فرمائے۔

قوت قدسی سے جو محمود نے لکھی کتاب
منکرِ احمدؐ بنی کیا لکھ سکے اس کا جواب۔

والسلام

خادم عبدالعزیز نوشہروی۔ انبالہ ۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء

منکران سیدنا مسیح موعودؑ کو خطاب

چہ مے دانی تو اے منکر کلام پاک رحمان را
تو ئی چوں شپرہ کے ممکن کہ بینی مہر رخشان را

ہمہ عمر عزیزت فدیۂ کنز و قدوری شد
دمے فرصت نے یابی کہ بینی روئے قرآن را

ہمہ عمرت بسر بردی بجہل و فسق و نادانی
نداری مایۂ ایمان ملامت اہل ایمان را

نہ می ترسی ازاں ساعت کہ پیغمبر زند بانگے
کہ یارب قوم من مہجور گردانید فرقان را

ترا گر نقص در چشم است رو فکر علاجش کن
بریں کوری مکن ہجو رخ پر نور جانان را

ترا اگر نور جان است زو عالم منور کن
چرا پنہاں بتاریکی نہی آں شمع تابان را

ترا گر پاس اسلام است رو کافر مسلمان کن
چرا چوں ہرزہ مے خواہی تو تکفیر مسلمان را

ہمیں شام است محتاج مہ پُر نور ایمانت
ہمیں صبح است تابنمائی آں خورشید پنہاں را

ترا ترک بدی باید اگر قرب خدا خواہی
کہ بے پرہیز بیمارے نہ بیند صحت جان را

بیا و ترک عصیان کن نشین در صحبت پاکاں
کہ یک دم صحبت ایشاں کند اصلاح انسان را

مصفیٰ قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا
کجا ممکن کہ ہر سنگے رسد لعل بدخشان را

توئی از آدم خاکی بیا و خاکساری کن
پسند آید سر افرازی و استکبار شیطان را

چہ مے نازی تو بر علم و نسب مال و کمال خود
کہ نازیدن بریں مایہ بود مرغوب ناداں را

ہمہ اولاد آدمؑ را دُرر از یک صدف دانی
کجا دانا سبک داند درے در خاک غلطان را

چرا در فکر نان باشی اگر یار است آں محسن
کہ پیش از طفل در مادر کند پُر شیر پستان را

بیا شو طالب مولا کہ قلب مطمئن یابی
کہ قلب مطمئن ہرگز نباشد طالب نان را

اگر قرب خدا خواہی برو شب زندہ داری کن
کہ بکشاید بروئے تو ہمہ ابواب عرفان را

بملک مصر گر خواہی کہ چوں یوسف شوی حاکم
ز دست اخوۂ نامہربان بگذار کنعان را

قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

فہرست اسماء نومبایعین حیدرآباد دکن

معرفت حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ

۱- محمد قاسم صاحب۔ ونڈوتی سکنہ یادگیر	۴- عبدالرحیم صاحب۔ ولد محمد قاسم صاحب سکنہ یادگیر
۲-۳- دو زوجگان محمد قاسم صاحب۔ "	۵- پیر محمد صاحب۔ " " "
۹- عبدالرحیم ولد مخدوم جانی خیاط	۶- عبدالنبی صاحب۔ " " " "
۱۰- حسن بی بی زوجہ عبدالنبی صاحب سکنہ یادگیر	۷- عبدالغفار صاحب۔ " " "
۱۱- عبدالرحمن صاحب مقدم "	۸- کریم بی بی " " "
۱۲- زوجہ عبدالرحمن " "	۱۳- محمد اسمٰعیل ولد عبدالرحمن صاحب۔ "
۱۴- دختر عبدالرحمن صاحب۔ "	۱۵- رکن الدین صاحب۔ کنجور "
۱۶- محمد جلال الدین صاحب۔ تر ساتی	۱۷- زوجہ شیخ حسین صاحب۔ چپڑاسی
۱۸- زوجۂ محمود بن مدیر عرب یادگیر	۱۹- محمد عبداللہ امیدوار تحصیل یادگیر
۲۰- غلام رسول صاحب۔ ملازم شیخ حسن صاحب احمدی	۲۱- مولوی عبدالقادر صاحب شاہ پوری علاقہ تیماپور
۲۲- صدیق حسن خانصاحب۔ (بلدہ)	۲۳- ڈاکٹر صاحب۔ یادگیر

(نوٹ) مذکورہ بالا فہرست کارخانہ شیخ حسن صاحب۔ احمدی بیڑی مرچنٹ یادگیر کے مختار عام صاحب کے بھیجے ہوئے باضابطہ خط سے نقل کر کے مرسل ہے ٭

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مباحثہ کے شرائط

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ - مارچ ۱۹۱۵ء میں ہمیں چیلنج دیا تھا - کہ مجھ سے مباحثہ کرلو۔ اس پر ہماری طرف سے مولوی صاحب کے چیلنج کی منظوری کا اعلان ہوا - ہمارے اس اعلان پر مولوی صاحب اس ہفتہ کے اہلحدیث میں مباحثہ کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں - اور کھلے لفظوں میں اقرار کرتے ہیں - کہ مجھے احمدیوں سے ہر طرح مباحثہ منظور ہے - اس لئے اس مرحلہ کے طے ہوجانے کے بعد ہم ذیل میں مباحثہ کی چند شرائط تحریر کرتے ہیں - اگر مولوی صاحب کو وہ سب کی سب منظور ہوں - تو فبہا - مقررہ تاریخوں پر مباحثہ شروع ہوجاوے - اور اگر ہماری شرائط میں سے کوئی شرط مولوی صاحب کو ناپسند ہو یا کوئی زائد شرط وہ داخل کرنا ضروری سمجھتے ہوں - تو انہیں چاہیئے - کہ وہ اپنے اخبار کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ ہمیں مطلع کریں تاکہ ہم بھی مولوی صاحب کی ترمیم پر غور کریں - اور اگر ہمارے نزدیک وہ ترمیم درست اور مناسب ہوگی - تو عملاً کارروائی شروع کردی جاویگی - ورنہ پھر تبادلۂ آراء سے تصفیہ کیا جائیگا ٭

شرائط

۱ - مباحثہ کا مقام لاہور ہوگا - اور اس صورت میں ہر قسم کے انتظام کے ہر دو فریق بحصہ مساوی ذمہ وار ہوں گے ٭

۲ - اپریل ۱۹۱۵ء کے آخری ہفتہ اور اتوار دو دن مباحثہ ہوگا - تاکہ تعطیلات کی وجہ سے اہل دفاتر بھی شامل ہوسکیں ٭

۳ - مولوی صاحب مناظرہ کے لئے اپنے تئیں پیش کرتے ہیں - لیکن ہماری طرف سے مناظر وہ ہوگا جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تجویز فرمادیں ٭

۴ - ہر مناظر کے تین تین معاون ہوں گے ٭

۵ - مناظرہ تحریری ہوگا - یعنی مناظرہ کرنے والے مقررہ وقت میں اپنے پرچے لکھ کر کھڑے ہوکر حاضرین مجلس کو سنا دیں گے ٭

۶ - پرچہ خود مناظر لکھے گا ٭

۷ - ہر پرچہ مباحثہ کے وقت لکھا جائیگا - مگر پہلے سے لکھ کر لانے کی اجازت نہ ہوگی ٭

۸ - مباحثہ دو دن ہوگا - ہفتہ اور اتوار -

۹ - پہلے دن حیات و وفات مسیح ناصری پر بحث ہوگی - اور دوسرے دن دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ٭

۱۰ - پہلے دن بحث کا یہ طریق ہوگا - کہ چونکہ دونو فریق مدعی ہیں - یعنی ہم وفات مسیح کے - اور مولوی صاحب حیات مسیح کے - اس لئے دونو فریق ہفتہ کے روز صبح ۶½ بجے سے اپنا اپنا پرچہ ایک ہی وقت میں لکھنا شروع کریں گے - یعنی ہم وفات مسیح پر اور مولوی صاحب حیات بجسدہ العنصری کے دلائل پر اور آٹھ بجنے پر یعنی ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد فریقین سے پرچے لے لئے جاویں گے - اور ایک گھنٹہ میں دونو پرچے باری باری یعنی ہر پرچہ آدھ آدھ گھنٹہ میں مجلس کو سنا دیا جاوے گا - پھر دونو پرچے سنانے کے بعد ہر فریق کا پرچہ دوسرے فریق کو جواب کے لئے دے دیا جاویگا - اور ۹ بجے سے دونو فریق اپنا اپنا پرچہ لکھنا شروع کریں گے - اور ۱۰½ بجنے پر پرچے لکھنے موقوف ہوجاویں گے - اور ۱۱½ تک ایک گھنٹہ میں پہلے کی طرح دونوں پرچے مجلس کو سنا دیئے جاویں گے - اس پر مجلس برخواست ہوجاوے - اور جواب الجواب کے لئے پھر ۲ بجے مجلس مباحثہ کا انعقاد ہوگا - اور ۲½ بجے سے دونوں فریق جواب الجواب لکھنا شروع کریں گے اور ۴ بجے تک انہیں پرچہ لکھنے کی اجازت ہوگی - ۴ بجنے پر ہر دو پرچے ۵ بجے تک لوگوں کو سنا دیئے جاویں گے - اور اس پر پہلا مباحثہ ختم ہوجاویگا

دوسرے دن چونکہ صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہوگا - اور اس میں صرف ہم مدعی ہیں - اس لئے اس روز طریق مباحثہ یہ ہوگا - کہ ۶½ بجے صبح ہمارا مناظر اپنے دعوے کے اثبات میں پرچہ لکھنا شروع کریگا اور آٹھ بجے تک مکمل کرکے ۸½ بجے تک مجلس کو سنا کر مولوی صاحب کو اپنا پرچہ جواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور مولوی صاحب کو ۱۰ بجے تک جواب لکھنے کی اجازت ہوگی - دس بجے کے بعد مولوی صاحب اپنا پرچہ ۱۰½ بجے تک اہل مجلس کو سنا کر جواب الجواب کے لئے وہ ہمارے حوالہ کردیں گے - اور ۱۰½ سے ہمارا مناظر جواب الجواب تحریر کرنا شروع کریگا - اور ۱۲ بجے تک لکھ کر ختم کردے گا - اور لکھنے کے بعد ۱۲½ بجے تک وہ پرچہ مجلس کو سنا دیا جاویگا - اس پر مباحثہ ختم ہوجاوے گا ٭

۱۱ - ہر فریق کی طرف سے انتظام مجلس اور شرائط مقررکردہ کے نفاذ اور ان کی خلاف ورزی کے انسداد کے لئے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جسے ہر فریق اپنی مرضی سے مقرر کرے گا - لیکن درصورت اختلاف ہر دو پریزیڈنٹان ایک تیسرے پریزیڈنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا - یہ تیسرا پریزیڈنٹ غیر مسلم ہوگا - اور فریقین کی رضامندی سے مقرر ہوگا ٭

۱۲ - جو مناظرہ کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا - یا اپنی تقریر میں کوئی بے جا حملہ کریگا - یا مقرر کردہ بحث کے علاوہ کسی اور بات پر گفتگو کرے گا - یا اور کوئی ایسی حرکت کریگا - جو خلاف داب مناظرہ ہو اسے ہر پریزیڈنٹ روک سکتا ہے - اور پریزیڈنٹ کے روکنے پر اسے رک جانا پڑے گا - ہاں اگر اس کا اپنا پریزیڈنٹ روکنے کو ناجائز سمجھے - اور اس طرح فریقین کے پریزیڈنٹوں میں اختلاف ہو - تو تیسرے پریزیڈنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا - اور جو وقت اس اختلاف کے تصفیہ کے لئے صرف ہوگا وہ اصل وقت میں محسوب نہ ہوگا ٭

۱۳ - ہر پرچہ جب لکھا جاچکے - تو فریقین اور دونوں پریزیڈنٹوں کے دستخطوں کے بعد جواب کے لئے فریق ثانی کو دیا جاویگا

۱۴ - چونکہ مباحثہ کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی جاتی ہے۔ کہ لاہور کی انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ اور مولوی صاحب کے دستخطوں سے ایک مشترکہ چٹھی ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پیش کی جاوے۔ اور اجازت پر مباحثہ منعقد ہو۔

۱۵ - مباحثہ کے مکان کے متعلق یہ بہتر صورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک ایسا مکان کرایہ پر لیا جاوے جو فریقین کے پسند خاطر ہو۔ کرایہ اور انتظام فرش فروش وغیرہ کے اخراجات نصف نصف ہر دو فریق برداشت کریں گے۔

۱۶ - محل مباحثہ میں داخلہ ٹکٹوں کے ذریعہ ہو گا۔ کوئی شخص فریقین میں سے کسی فریق سے ٹکٹ حاصل کرنے کے بغیر محل مناظرہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور ٹکٹوں کی تعداد محدود ہو گی۔ کوئی فریق ۵۰۰ سے زیادہ آدمیوں کو شمولیت کی اجازت نہیں دے سکیگا۔

۱۷ - جو لوگ ہمارے ٹکٹ سے اندر آویں گے۔ اُن کی بے قاعدگی اور خلاف ورزی قواعد کے ہم ذمہ دار ہوں گے۔ اور اسی طرح جو لوگ فریق ثانی کے ٹکٹوں سے مجلس مناظرہ میں آویں گے۔ ان کی بے قاعدگی کا ذمہ دار فریق ثانی ہو گا۔

۱۸ - مکان اور باقی متفرق انتظامی شرائط کے لئے ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص ہمارا قائمقام اور ایک مولوی صاحب کا قائمقام یا خود مولوی صاحب ملکر فیصلہ کر لیں۔ اور اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے لاہور میں دونو قائمقام فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور قائمقام ہیں مولوی صاحب اپنا قائمقام نامزد کریں۔

۱۹ - اختتام مباحثہ پر طبع مباحثہ کا انتظام ایک مشترکہ کمیٹی کریگی۔ جس میں دو ممبر ہماری طرف سے ہوں گے۔ اور دو مولوی صاحب کی طرف سے طبع کا خرچ فریقین بحصہ مساوی ادا کریں گے۔ اور طبع ہونے پر نصف کاپیاں ہماری اور نصف فریق ثانی کی ہوں گی۔ اور مفت خواہ قیمتاً جیسے طبع پر چاہیں۔ ان کی اشاعت کریں گے۔

۲۰ - مباحثہ میں فریقین کا استدلال جسے حقیقت پر حجت سمجھا جائیگا۔ صرف قرآن و حدیث سے ہو گا۔ کیونکہ دلیل شرعی صرف قرآن و حدیث ہیں۔

علاوہ ازیں ناظرین کو یہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ حیات و وفات مسیح پر مباحثہ حضرت مسیح موعود کی صداقت اور عدم صداقت معلوم کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اور گو ایک سطحی خیال والا انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ مگر غور کرنے پر امید ہے۔ کہ وہ اس مباحثہ کی اہمیت سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ مباحثہ کی غرض یہ نہیں ہوا کرتی۔ کہ صرف دو بحث کرنے والے مولویوں کی معلومات میں اضافہ ہو۔ بلکہ بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ عام لوگ فریقین کے دلائل سے ناواقف ہیں۔ اس ذریعہ سے انہیں ہر دو فریق کے دلائل سے کافی واقفیت حاصل ہو جاوے۔ اور وہ ایک وقت میں متضاد دعاوی میں سے سچے دعوی کو معلوم کر سکیں اور چونکہ اسوقت عام مسلمانوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے۔ اور وہی مسیح آخری زمانہ میں دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ اس لئے جب وہ حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت کے دلائل سنتے ہیں۔ تو بالکل توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ جب تک ان کے دل سے یہ خیال دور نہ ہو۔ کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ تب تک خواہ کتنے مضبوط دلائل پیش کئے جاویں۔ وہ سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے بھی ہیں۔ تو توجہ نہیں کرتے۔ اور واقعہ میں یہ عدم توجہ ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے روز اس امر پر مباحثہ ہو۔ اور جب پہلے روز کے مباحثہ سے حاضرین فریقین کے دلائل کا موازنہ کر کے کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاویں گے۔ تو ان کے لئے صداقت اور عدم صداقت کے دلائل پر توجہ کرنے کی پر زور تحریک ہو گی۔ یہ بات ہے جس کی وجہ سے ہم اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ پہلے روز حیات و وفات مسیح پر مباحثہ ہو۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ فرض کرو۔ ضرورت نہ بھی سہی۔ تب بھی جبکہ مسئلہ ایک مہتم بالشان مسئلہ ہے۔ اور احمدیوں غیر احمدیوں میں یہ امر بھی متنازعہ فیہ ہے۔ تو کیا حرج ہے۔ کہ پہلے روز اس پر مباحثہ ہو۔ اس سے گریز کیوں کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہوتا ہے۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ صرف صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہو۔ اور ہم کہتے ہیں۔ پہلے روز حیات و وفات پر مباحثہ ہو۔ اور دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر۔ اب بتاؤ۔ کمزوری کس نے دکھائی۔ یقیناً فریق ثانی نے۔ کیونکہ وہ حیات مسیح کے ثابت کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اور فرار کرتا ہے۔ مگر ہم کسی بات سے گریز نہیں کرتے۔ بلکہ ہم فریق ثانی کی بات کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ہاں ہم صداقت مسیح پر مباحثہ کریں گے۔ مگر وہ ہمارے مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ غرض وہ چاہتا ہے۔ کہ صداقت پر مباحثہ ہو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہاں مباحثہ کر لو۔ مگر وہ ہمارے مطالبہ سے فرار کرتا ہے۔ بالفرض اگر حیات و وفات کے مسئلہ کو صداقت مسیح موعود کے ساتھ کوئی تعلق نہ بھی ہوتا۔ تب بھی نہایت قرین انصاف یہ تھا۔ کہ ہم اس کا مطالبہ پورا کرتے۔ اور مباحثہ صداقت پر ہوتا اور وہ ہمارا مطالبہ پورا کرتا۔ یعنی وفات حیات کے مسئلہ پر بھی بحث ہوتی۔ مگر یہاں تو صورت ہی اور ہے۔ کیونکہ حیات وفات کے مسئلہ کو صداقت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ اور جب تک وفات مسیح کا خیال نہ ہو تب تک صداقت مسیح کے دلائل کی طرف توجہ پیدا ہی نہیں ہوتی۔ غرض یہ مناظرہ جو مولوی ثناء اللہ صاحب سے قرار پایا ہے خدا نے چاہا۔ تو ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو گا۔ پہلے روز لوگوں کو حیات وفات کے دلائل سنا دیئے جاویں گے اور دوسرے روز صداقت اور عدم صداقت حضرت مرزا صاحب کے دلائل سے لوگ واقف ہو جاویں گے۔

یہ حجت جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔ بعض کٹ ملاں پیش کیا کرتے ہیں۔ جس پر پبلک معلوم کر لیتی ہے کہ یہ صاف گریز کرتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب پر ہمیں یہ امید نہیں

کہ وہ گریز کرنے کی راہ اختیار کریں گے - کیونکہ رام پور میں اس طرح بحث شروع ہوئی تھی - کہ پہلے وفات حیات مسیح پر مباحثہ ہوا تھا - اور بعد میں صداقت پر - اور وہاں پر مناظر خود مولوی صاحب موصوف تھے - اور مُد میں بھی مولوی صاحب اس طرح پر بحث کر چکے ہیں -

دوسری یہ بات ہے - کہ حیات و وفات پر مباحثہ اس لئے بھی ضروری ہے - کہ جب تک حضرت مسیح ناصری کی وفات نہ ثابت ہو - تب تک کسی مدعی مسیحیت کے لئے دعوےٰ کی مجال نہیں - کیونکہ خود مسیح ناصری حقدار موجود ہے - اور اگر یہ ثابت ہو جاوے - کہ مسیح ناصری قرآن مجید کی رو سے وفات پا گئے ہیں - تو پھر بیشک ایک مدعی کے دعوےٰ پر بحث ہوگی - کیونکہ وہ ابن مریم تو وفات پا گیا اب جو پیشگوئیاں ایک مسیح کی آمد کے متعلق ہیں - وہ ضرور کسی امتی کے حق میں ہیں ؞

والسلام - ایڈیٹر الفضل

ایڈیٹر الفضل کو ایک ضروری اطلاع اور مفید مشورہ

جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی فرقہ اہلحدیث کے پرانے ایڈوکیٹ ہیں - مولوی صاحب نے باوجودیکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ کیا - لیکن ہم اس امر کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں پاتے - کیونکہ یہ ایک فیکٹ ہے - کہ انھوں نے اپنے فرقہ کی جسقدر خدمت کی - اور جس حد تک پولیٹیکل اور مذہبی اعتراضات کو اپنے فرقہ سے دور کیا - وہ فرقہ اہلحدیث کی تاریخ میں نمایاں جگہ حاصل کریگی - بشرطیکہ تاریخ اہلحدیث لکھنے والے مورخ نے ثنائی اثر کے نیچے کام نہ کیا - مولوی صاحب کا رسالہ اشاعت السنہ ہر چند اس کی حالت اب اچھی نہیں - لیکن یہ مسلم امر ہے - کہ یہ پہلا رسالہ ہے - جس نے اہلحدیث کو گائیڈ کیا ہے - ایک عرصہ کے بعد مولوی صاحب نے ہمیں ایک مراسلہ بھیجکر خواہش کی ہے - کہ اسے الفضل میں شائع کر دیا جاوے - جو ضروری اطلاع انھوں نے ہمیں دینے کی تکلیف گوارا کی ہے - اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تاریخ سے ہم ناواقف نہیں باوجود اس علم کے کہ ان کے مباحثات کا اسلوب اور طرز کیا ہوتا ہے - اور کہاں تک ان کی غرض اظہار حق وحمایت صداقت ہوتی ہے - اور کس حد تک وہ اخلاص پر مبنی ہوتے ہیں - ہم نے ان کے چیلنج مباحثہ کو منظور کرنے میں غلطی نہیں کھائی - ہاں یہ بالکل سچ ہے - کہ ہمارے دیرینہ روٹھے ہوئے کرم فرما جناب مولوی ابو سعید صاحب نے جس طرز پر ہم سے گفتگو کرنے کی تحریک کی ہے - اس میں ظاہرا ہمیں اخلاص اور حق جوئی کی بو آتی ہے - اور حسن ظنی کی بناء پر ہمیں ان کی اس تحریک کو اسی رنگ میں خیر مقدم کہنا چاہئے ؞

مولوی ابو سعید صاحب کی غرض اکھاڑہ لگانا اور شہرت طلبی ہوتی - تو وہ بھی ثناء اللہ صاحب کی طرح چیلنج دے سکتے تھے - اور شائد مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں وہ نہایت عزت اور وقعت سے دیکھا جاتا - ان کا خلوت میں گفتگو کرنا اور شریفانہ رنگ میں ہمارے مکان پر آکر اور اپنے مکان پر بلا کر گفتگو کرنا یقیناً ایک ایسی بات ہے - جو مباحثات کے سلسلہ میں قابل قدر ہے - اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی - کہ ایسی مبارک اور نتیجہ خیز تحریک کو لبیک نہ کہا جاوے - خلوت میں انسان ہر قسم کی تعلیموں اور بلند پروازیوں سے الگ ہوتا ہے - اور خصوصاً جب وہ میزبان کی حیثیت سے ہو - تو اخلاقی طور پر اس کی سلامت روی اور شرافت اور بھی موثر ہوتی ہے - اس لئے جب ہم ان کے مکان پر اس دوستانہ گفتگو کے لئے حاضر ہوں گے - یا جب مولوی صاحب قدم رنجہ فرما کر ہمارے مکان پر تشریف لائیں گے - تو خدا کے فضل سے ہم امید کرتے ہیں - کہ یہ گفتگو ہر چند ایک پرائیویٹ گفتگو ہوگی مگر نتیجہ خیز ہو سکتی ہے - اخیر عمر میں انسان کے جوش اور جذبات اور بھی کم ہو جاتے ہیں - اس لئے ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے متوقع ہیں - کہ مولوی ابو سعید صاحب سے یہ گفتگو خالص خدا کی رضا کے لئے ہوگی

مولوی ابو سعید صاحب کی اس تحریر نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے - اور باوجود ان کی مخالفت کے لمبے سلسلے کے ہمارے دل میں جوش ہے - کہ ان کی آواز پر ہم لبیک کہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج مناظرہ چونکہ منظور کر لیا گیا ہے - اور اس میں بھی ہماری غرض اظہار حق ہی ہے - اس لئے کسی صورت میں اس کو ہم روکنا نہیں چاہتے - لیکن وہ مناظرہ کسی حالت میں بھی جناب مولوی صاحب کے مشورہ کی عزت کرنے سے ہم کو مانع نہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب سے شرائط مناظرہ کا اعلان آج ہی کسی دوسری جگہ درج کر دیا گیا ہے - اور الفضل کی اس اشاعت کے بعد قریب ہی ہم مولوی صاحب کو اطلاع دینے کے قابل ہو سکیں گے - کہ کب ہم ان کے در دولت پر حاضر ہو سکیں گے - اس یقین اور امید کے ساتھ ہم اس مراسلت کو ذیل میں درج کرتے ہیں - کہ ہمارے احباب اور پبلک مولوی ابو سعید صاحب کی اس

اخلاقی دلیری کی داد دے گی ۔ (ایڈیٹر)

ہمارے روحانی فرزند مگر عاق و مسلایا گزند ثناء اللہ امرتسری نے جو مولوی فاضل کہلاتا ہے ۔ اور ہم بھی باتباع و موافقت قانون سرکاری اس کو اس خطاب سے یاد کیا کرتے ہیں ۔ اخبار نا اہلحدیث ۲۶ ۔ فروری سنہ ۱۴ء میں مرزائیوں کو چیلنج دیا اور کہا ہے ۔ کیا ہمارے طریق مباحثہ میں کوئی دہوکا یا فریب ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ اگر یہ طریق صحیح ہو ۔ تو سب سے پہلے ہم اس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں جو میری موت کے متعلق ۱۵ ۔ اپریل سنہ ۷ء کو شائع ہوئی تھی ۔

پھر اخبار نا اہلحدیث ۵ ۔ مارچ میں کہا ہے ۔ ہمارا چیلنج مناظرہ منظور کریں ۔ اور دونوں مرزائی پارٹیاں (لاہوری اور قادیانی) مل کر ہمارے سامنے آویں ۔ اور اس بات پر ہم سے بحث کریں ۔ کہ ان کے پیشوا اپنے دعوی مسیحائی میں سچے تھے یا نہیں ۔ اس چیلنج پر ایڈیٹر الفضل نے ثنائی چکما کھایا ۔ اور اخبار الفضل ۴ مارچ میں چیلنج مباحثہ کو منظور کر لیا ۔ اور اس کے ساتھ ایک دھوکا یہ کھایا ۔ جو صفحہ ۵ اخبار میں لکھ مارا ۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے استاد کے استاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا دیں جیسے مسیح موعود کی مخالفت میں سب ایک ہیں ۔ اور آپ ان سب کی طرف سے بطور قائمقام ہوں ۔ تاکہ یہ مباحثہ زیادہ موثر اور مفید ہو ۔ اور کل فرقہ اہلحدیث کے لئے حجت ہو جاوے ۔ اس منظوری چیلنج اور دھوکا ثنائی کے متعلق ہم اپنے نادیدہ آشنا ایڈیٹر الفضل کو جو اطلاع دینا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ ثناء اللہ باضابطہ جماعت اہلحدیث سے خارج کیا ہوا ہے اور بجز مشتے چند جہلاء یا تمام کے علماء خریدار ان اخبار و ممبران کانفرنس کے کوئی اس کو اہلحدیث نہیں جانتا اور اس کے سکوت یا تسلیم یا الزام کو اپنا سکوت یا تسلیم یا الزام نہیں مانتا ۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ مولفہ خاکسار اور رسالہ القول الفضل حاجی عبدالاحد صاحب اور اس کا ریویو منجانب خاکسار اور رسالہ تحذیر قاضی محمد صاحب و اربعین غزنویہ اور درسایت تغیری حافظ عبداللہ مولوی فاضل ملاحظہ کریں ۔ اور اس خیال کو دل سے نکال دیں ۔ کہ ثناء اللہ پر فتح پا کر آپ جماعت اہلحدیث پر فتحیاب منصور ہوں گے ۔ اور جو آپ کو مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے ۔ کہ ثناء اللہ کا کوئی مباحثہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے ہو ۔ خواہ غیروں سے (عیسائیوں ۔ آریوں وغیرہ سے) کبھی اور کوئی دھوکا بازی اور دروغ گوئی اور تمسخر سے خالی نہیں ہوتا ۔ حق اس کی کلام میں اتنا بھی نہیں ہوتا ۔ جتنا کہ آٹے میں نمک ہوتا ہے ۔ اس کی تفصیل و تمثیل میں صرف اس کا معاملہ جو خاکسار سے عرصہ بارہ سال سے ہو رہا ہے ۔ ذکر کرتا ہوں ۔ وہ میرا شاگردان شاگرد ہو کر بارہا مجھ سے مناظرہ کرنے پر مستعد ہوا ۔ اور میں بھی اس خیال سے کہ سلف میں استاد اپنے شاگردوں سے مناظرہ کرتے چلے آئے ہیں ۔ اس کے چیلنج کو منظور کیا ۔ مگر وہ ایسا چالاک دکاریگر ہے ۔ کہ جب مقابلے کا وقت آتا ہے ۔ تو چالبازی اور دہوکا دہی جان کر بھاگ جاتا ہے اس کی پرانی تمثیلات کی تفصیل میں ہمارا مضمون "وہ بھاگا" جو ضمیمہ سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکا ہے ۔ ملاحظہ کے لئے مرسل ہے ۔ اس کو بعد ملاحظہ واپس کرنا ہوگا ۔ اور تازہ تمثیلات سے اس کا مباحثہ دہلی سے فرار پھر مباحثہ امرتسر و پشاور سے گریز ہے ۔ جو جلد ۲۳ اشاعۃ السنہ کے ابتدائی اوراق میں درج ہے ۔ اور ملاحظہ کے لئے مرسل ہے ۔ سب سے آخری اس کا مباحثہ سے فرار جلسہ کانفرنس علیگڈھ سے ہوا ہے ۔ جس کی تفصیل دو اشتہاروں میں چھپ چکی ہے ۔ وہ بھی ملاحظہ کے لئے مرسل ہیں ۔ اس سے پہلے اس نے اپنے اخبار نا اہلحدیث ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں بھی چیلنج دیا تھا ۔ جس کی منظوری میری طرف سے وہ اپنے اخبار ۲۶ ۔ جنوری میں چھاپ کر اس چیلنج کو ٹلانے کے لئے اسی اخبار میں لکھتا ہے ۔ سب سے پہلے منصف سے استمزاج کرنا ضروری ہے ۔ پس ایک مشترک خط جس میں ہم دونوں کے دستخط ہوں ۔ مرزا ظفر اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجا جاوے ۔ کہ آپ اس خدمت کو منظور کریں ۔ اس بہانہ سے اس کی غرض یہ ہے ۔ کہ مرزا ظفر اللہ صاحب غالباً اس عذر سے منصفی منظور نہ کریں گے ۔ کہ میں عالم نہیں ہوں ۔ لہذا دو عالموں کے جھگڑے میں منصفی کیونکر کر سکتا ہوں ۔ اور اس پیالہ کو جو میں نے اپنی ندامت یا ہلاکت کے واسطے خود تجویز کیا ہے ۔ مجھ سے ٹلا دیں گے ۔ لیکن خاکسار نے اس کے اس بہانہ کی ٹانگ کو توڑ دیا ۔ اور اس کی تحریر کی تعمیل میں اسی تاریخ کو خط متضمن درخواست منظوری منصفی اس کے پاس بھیجکر لکھا ۔ کہ اس پر دستخط کر کے مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجدو ۔ جس کو اس نے ۲۷ ۔ تاریخ کو وصول کر کے اس کی رسید بھی بھیجدی ۔ اس خط میں میں نے مرزا صاحب کے اس عذر کو جس کی ثناء اللہ امید رکھتا تھا ۔ اٹھا دیا اور یہ لکھدیا ۔ کہ میں ثناء اللہ کا اہلحدیث نہ ہونا اس کی اردو عبارات سے جن کے سمجھنے کے لئے عالم ہونا شرط نہیں ۔ بلکہ ایک اردو خوان منصف ان کو سمجھ سکتا ہے مگر ثناء اللہ نے اس رفع عذر کو اپنی غرض و امید کے مخالف سمجھ کر اور ہی مضمون کا رقعہ دستخط کے واسطے بھیجدیا جو ۲۳ ۔ مارچ کو مجھے ملا ۔ اور ۲۴ کو میں نے اس پر دستخط کر کے اس کے پاس بھیجدیا ۔ جو ۲۵ کو اس نے وصول کر کے اس کی رسید بھیجدی ۔ اس کی ٹال مٹولی میں عرصہ ایک ماہ گذر جانے کی وجہ سے تصفیہ شرائط مباحثہ کا ہنوز روز اول ہے ۔ دیکھئے مباحثہ کب وقوع میں آتا ہے ۔ اور غالباً وقوع میں نہ آئیگا ۔ ایسے بھگوڑے سے آپ کیا امید رکھتے ہیں ۔ کہ وہ آپ سے مباحثہ کریگا ۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں ۔ اگر آپکو مباحثہ تحقیق کے لئے منظور ہے تو آپ جس مسئلہ میں چاہیں اس خاکسار سے جو مخالفت آپکے پیشوا میں سب سے بڑھ کر اور اول نمبر ہے ۔ حتی کہ آپکے پیشوا نے اس کو امام المخالفین کا خطاب دیا ہوا ہے ۔ بحث کر لیں ۔ بغیر مضامین سے جو اسوقت تک آپ لوگوں کی مخالفت میں شائع ہو چکے ہیں ۔ اور وہ اشاعۃ السنہ میں جلد ۱۳ سے جلد ۲۲ تک درج ہو کر مشتہر ہو چکے ہیں ۔ تحریری مباحثہ کر لیں ۔ تقریری مباحثوں میں جو مشکلات پیش آتی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں ۔ میں لنگر لنگوٹا کس کر عام میدان میں ھل من مبارز کہنا پسند نہیں کرتا ۔ بلکہ خلوت میں گفتگو کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ پہلے ایکدفعہ آپ خاکسار کے مکان پر بٹالہ آویں اور جتنے دن چاہیں ۔ غریب خانہ پر رہیں ۔ دوسری دفعہ میں آپکے

خطبۂ نکاح

۲۷ مارچ کو بعد از نماز مغرب حضرت صاحبزادہ اولوالعزم نے باوجود ضعف و علالت قاضی عبدالحق صاحب و محمدی بی بنت مکرم جمال الدین صاحب گوجرانوالہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ ہماری قومی تمدنی و مذہبی ترقی کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ خطبہ غیر متوقعہ طور پر شروع ہوا لکھنے والا ایک مدھم سی لالٹین کے بہت دور بیٹھا تھا اندھیرے میں ہی لکھتا گیا اور جو کچھ اس حالت میں لکھ سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے۔

بعد از خطبہ مسنونہ فرمایا۔

اسلامی سنت تو یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جائے (حضور اسوقت کرسی پر بیٹھے تھے) مگر میں کچھ دنوں سے بیمار ہوں۔ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آج کئی دنوں کے بعد یہ نماز ہے جو میں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہے میرا دل چاہتا تھا۔ کہ اس نکاح کا خطبہ میں خود ہی پڑھوں۔ میرے حلق میں بھی کچھ تکلیف ہے آواز بلند نہیں (اس وقت ایسی دھیمی تھی کہ بالکل قریب کے حاضرین سن سکتے تھے) ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی توفیق دیدے نکاح میں آنحضرت صلعم جو آیات پڑھا کرتے تھے انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ وقولوا قولاً سدیداً سیدھی بات پکی بات مضبوط بات اصلاح والی بات نیکی والی بات کرو۔ نکاح میں لوگ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ طرفین اپنے اغراض کو پورا اور مدعا کو حاصل کرنے کیلئے قطعاً ایک بات کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے اقوال ہمارے دلی خیالات کے موافق ہیں یا نہیں ایک غرض مد نظر ہوتی ہے۔ اسکے حصول کے لئے جس قسم کی باتیں بنانی پڑتی ہیں بنا لیتے ہیں۔ لڑکے والا لڑکی والوں کو یقین دلاتا ہے کہ میں اس دن کے بعد تمہارا غلام ہوں۔ چنانچہ اسی لئے پیغام نکاح بھی جاتا ہے تو ان الفاظ میں کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائے۔ مگر وہ جو نکاح سے پہلے کہتا ہے کہ غلام بنا لو جس دن شادی ہو جاتی ہے اور لڑکی پر قبضہ۔ تو پھر غلام بننے کی بجائے آقا بننا چاہتا ہے۔ لڑکی پر جو حکومت چاہتا ہے وہ تو الگ۔ لڑکی کے والدین کو بھی اپنا غلام۔ اور اپنی خواہشات کا مطیع بنانا چاہتا ہے یہانتک کہ سسر ایک گالی ہو گئی ہے۔ اور یہ لفظ ایک حقارت کے اظہار کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔ چونکہ انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اسکا کوئی یار و مددگار ہو دوستو دغمگسار ہو کوئی رشتہ پیارا ہو۔ ان مشکلات کو سوچ کر دقتوں کو دیکھکر پہلے تو اپنی غلامی کا یقین دلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو مدعا میں کامیاب ہو۔

اور جو لوگ اس مدعا کے حصول میں حارج نظر آئیں۔ انہیں ایڑی کے نیچے رگڑنا چاہتا ہے۔۔

لڑکی والوں کا بھی یہی حال ہے۔ جب تک میاں بی بی آپس میں نہیں ملتے۔ کہیں تو لڑکی کی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے کہیں حسن و جمال کی کیفیت پر کہیں علم و لیاقت پر کہیں اسکے اخلاق کی خوبیوں پر۔ غرض ہر طرح پر لڑکی کو بے عیب پیش کیا جاتا ہے لیکن جب لڑکے والا یہ یقین کر کے کہ اب اس سے بہتر لڑکی کیا ہو گی رشتہ کر لیتا ہے تو پھر وہی لڑکی والا ہے جو کہتا ہے کہ بس یہی لڑکی ہے عیب ہے تو ہم کیا کریں۔ حالانکہ پہلے اسقدر تعریف کی تھی کہ کوئی حد ہی نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شخص کسی کے اخلاق کسی کی صورت کو نہیں بدل سکتا مگر انسان اپنی زبان پر تو قابو رکھ سکتا ہے پس چاہیئے کہ اتنی ہی بات کرے جو فی الواقعہ ہے بیہودہ لافوں کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قولوا قولاً سدیداً تقویٰ اختیار کرو اور دلی مطالب کے حصول کے لئے دھوکہ سے کام نہ لو اگر دھوکہ کر کے مطلب پا بھی لوگے تو وہ کامیابی عارضی اور بہت سی ناکامی کا موجب ہو گی کیونکہ مظفر و منصور ہونیکی کلید تقویٰ ہے پس تقویٰ ہی سے کام لو چالاکیاں چھوڑ دو۔ دھوکہ دہی کے نزدیک نہ جاؤ اگر بغیر کسی لاف زنی کے جو اصل معاملہ ہے وہ ظاہر کر دیا جائے تو نہ لڑکی والوں کو شکایت ہو سکتی ہے نہ لڑکے والوں کو کیونکہ جو وعدہ تھا وہ پورا کر دیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے عمارت بنوائی۔ ظہر تک کام کرنے والوں کو ایک دینار دیا۔ پھر دوسرے مزدور لگائے ان سے ظہر سے عصر تک کام کرایا اور وہی مزدوری دیدی پھر اور مزدور لگائے اور ان سے شام تک کام لیا اور انہیں دگنی مزدوری دی پہلے مزدوروں نے شکایت کی۔ تو انکو جواب ملا۔ کہ کیا جو وعدہ میں نے کیا تھا۔ وہ تم سے پورا نہیں کیا انہوں نے کہا پورا کیا تو اب کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کو میں اپنے مال سے زیادہ دیتا ہوں۔ تو یہ میری مرضی۔

فرمایا۔ یہ مالک مکان اللہ ہے اور وہ مزدور۔ یہودی عیسائی اور مسلمان ہیں۔ پس مسلمانوں کو دُہرا اجر ملنے پر یہود و عیسائی کو شکایت نہیں ہو سکتی کہ ان سے جو وعدہ ہوا وہ پورا کیا گیا

اسی طرح اگر ایک شخص جسقدر وعدہ کرتا ہے اور حقوق اپنے ذمے لیتا ہے وہ ادا کر دیگے تو اس سے کوئی شکایت نہیں ہاں انسان پہلے لاف زنی کے طور پر بہت سے وعدے کر جائے جبکہ کسی نے اس سے مطالبہ بھی نہیں کیا اور پھر ان کا ایفا نہ کرے تو یہ غلطی ہے (آواز بلند ہو گئی) یہ بھی یاد رہے کہ مسلمانوں کی مجلس میں بیٹھ کر اسلامی طریق پر جو نکاح کرتا ہے وہ خواہ زبان سے نہ بولے۔ تو بھی جس مذہب کے احکام کے ماتحت وہ نکاح کرواتا ہے گویا وہی نکاح ثبوت ہے اس بات کا کہ دوسرے لفظوں میں اپنے تمام پابندیوں کو اپنے ذمے لیا اب اسکا فرض ہے کہ وہ ان حقوق کو پورے طور پر ادا کرے جو حقوق اسلام نے رکھے اگر کوئی پورے کر دے تو پھر اس سے کوئی شکایت کی وجہ نہیں کیونکہ زائد دینا تو اسکی اپنی خوشی پر موقوف ہے چاہے تو دے چاہے نہ دے یاد رکھو فساد جبھی ہو گا جبکہ خلاف وعدہ انسان کریگا۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ نہیں چاہتا کہ مجھے ضرور حسین بیوی ہی ملے۔ مگر لڑکی والے اپنی لڑکی کی خوبصورتی کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں یا مثلاً وہ نہیں چاہتا کہ میری بیوی کے رشتہ دار مالدار ہوں یا اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہوں مگر لڑکی والے خواہ مخواہ اسے کہتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار اور ہم بڑے مالدار اور اعلےٰ پوزیشن رکھتے ہیں۔ اب بیاہ کے بعد نکاح کرنے والا دیکھتا ہے کہ جس بات کی میرے سامنے تعریف کی گئی تھی وہ اس میں نہیں تو ضرور اسے رنج ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص دوکاندار ہے اس سے کوئی کپڑا خریدتا ہے تو وہ دوکاندار اس شخص کے سامنے خواہ مخواہ ایسی تعریف اس کپڑے کی کرتا ہے جو نہ اس کپڑے میں موجود ہے اور نہ اس خریدنے والے کی خواہش تھی کہ ضرور ایسا ہی کپڑا ہو جیسے یہ بیان کرتا ہے اب اسکے خلاف نکلنے پر وہ گاہک ضرور بدظن ہو گا۔ اور اسے رنج پہنچیگا۔

اسلام نصیحت کرتا ہے کہ قولوا قولاً سدیداً۔ تقوےٰ اختیار کرو نکاح کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولو۔ ہمارے زمانے میں جھوٹ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور جس چیز کی بنیاد گناہ پر ہو گی وہ اخیر تک نقصان رساں ہو گی س

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹے کا نہیں ساری عمر کا ہے ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے۔ پس یہ تعلق ایک دو دن کا نہیں بلکہ قیامت تک کا ہے جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگیگا۔ عمدہ بیج جو بویا جاتا ہے تو یہ اسی سال کے لئے نہیں بلکہ پھر وہی بیج ہے جو اس سے اگلے سال کے لئے بویا جائیگا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ بعض علاقوں کی بعض پیداوار مشہور ہوتی ہے۔ مثلاً عرب کی کھجور۔ یہ کیوں ہے اسلئے کہ بیج اچھا تھا۔ اور اسکی غور و پرداخت اعلیٰ طریق پر ہوئی۔ اب اسکا اثر آجتک چلا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ عرب میں تو گھوڑوں تک میں ذات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یورپ میں زراعت کے بارے میں احتیاط کرتے ہیں یہی حال انسانی نسل کا ہے جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہو۔ اللہ کی رضامندی کو مدنظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اسپر نیک ثمرات مرتب ہوں۔ دیکھو حضرت ابراہیم کی شادی ہوئی۔ اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے۔ ایک طرف موسیٰ۔ ہارون۔ مسیح (علیہم السلام) تک دوسری نسل میں اسمٰعیل (علیہ السلام) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان ایک ہی نبی جو سارے نبیوں پر بھاری ہے۔ غور کرو پہلے ایک بیج تھا جس کا اثر آجتک چلا آتا ہے۔ پس جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہوگی وہی خیر کثیر پھیلانے والا ہوگا۔ لوگ ایسی باتوں کا بہت کم خیال رکھتے ہیں۔ اور وقت پر جس طرح بن پڑے۔ اپنی غرض کو حاصل کرنیکے در پے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے پاس ایک شخص نے عرض کیا کہ غیروں میں تو رشتے کرنے سے حضور نے منع فرمادیا۔ اگر ایک رجسٹر ہو جسمیں جماعت کے لڑکے لڑکیوں کی فہرست ہو۔ اور ان کے نکاح حضور کی معرفت ہوا کریں۔ تو علاوہ بابرکت ہونے کے سہولت بھی بہت ہو جائے۔ آپنے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک احمدی کی بیوی مرگئی تو حضور نے اسی رجسٹر بنانے والے کو رشتہ دینے کے متعلق فرمایا۔ تو وہ کہنے لگا یہ تو نہیں ہوسکتا ہم مغل وہ پٹھان۔ آخر ایک غیر احمدی کو اسنے لڑکی دی۔ حضرت صاحب نے اسکے بعد رجسٹر چھوڑ دیا۔ ایسا ہی ایک اور شخص تھا اسنے کہا حضور! یہ میری لڑکی آپکے سپرد۔ آپنے فرمایا بہت اچھا فلاں شخص سے نکاح کردو۔ ابھی تو کہہ رہا تھا آپکے سپرد ابھی کہنے لگا کہ حضور وہ تو بوڑھا ہے فرمایا اچھا فلاں سے نکاح کردو کہنے لگا اسمیں تو فلاں عیب ہے پھر تھوڑے دنوں بعد آکر کہا۔ کہ فلاں شخص سے سمجھوتہ کیا ہے حضور نکاح کردیں فرمایا احمد نور پٹھان سے کردو۔ اس نے قبول نہ کیا اور جہاں جی چاہتا تھا وہیں نکاح کردیا حضور نے اس نکاح کے چھوہارے بھی نہیں لئے۔ پھر میں کہتا ہوں یہ سلسلہ خلفاء کے ساتھ بھی چلا ہی جاتا ہے حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں بھی ایسے کئی واقعات ہوئے اور حضرت مولوی صاحب نے علی الاعلان ایسے لوگوں کا ذکر کیا معلوم نہیں ایسے لوگ خلفاء کو بھی شاید نائی (حجّام) ہی سمجھتے ہیں۔ اگلے زمانے میں تو نائیوں کی بھی کوئی بات ردّ نہیں کرتا تھا مگر آجکل آزادی کا زمانہ ہے اب کچھ کچھ اسکے خلاف بھی کرلینے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ بھی خلیفہ کو وہی پوزیشن دینا چاہتے ہیں کہ مرضی ہوئی تو مان لیا ورنہ خیر معلوم نہیں ایسے لوگوں سے کہتا کون ہے کہ تم ضرور خلیفہ کی معرفت نکاح کرو۔ اگر وہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں تو پھر خود بخود جو جی چاہے کریں یہ عذر بھی بیہودہ ہے کہ ہو سکتا ہے خلیفہ جہاں نکاح کرتا ہے اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلے ہم کہتے ہیں سینکڑوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ماں باپ نے بڑی تحقیقات کے بعد نکاح کیا اور جھگڑا ہوگیا یا انجام اچھا نہ ہوا۔ میاں بی بی میں ناموافقت ہوگئی۔ یا اور کوئی بپتا پڑ گئی۔

پس یہ عذر تو غیر معقول ہی اگر وہ صدق و سداد سے کام لیں تو انشاء اللہ ایسے نکاح بہت ہی بابرکت ہوں مگر لوگ نہیں سوچتے اور نافرمانی کرتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تیسرا دور شروع ہے۔ اور اس میں بھی ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ [illegible] بیٹی آپ ہی کی بیٹی ہے اسکا نکاح جہاں حضور چاہیں کردیں مگر جب کہا گیا کہ فلاں جگہ پر کردو تو کسی اور کا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں جگہ ہمنے سوچی ہے۔ وہاں حضور کی اجازت سے کرتے ہیں یہ صدق و سداد کی بات نہیں۔ موجودہ نکاح اس سے مستثنےٰ ہے یہ جمال الدین ہیں۔ انہوں نے لکھا تھا آپ جہاں چاہیں کردیں پتے ایک شخص کا نام لیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ میں تو آپ ہی کے سپرد کرچکا۔ اسی طرح جب میںنے مہر پوچھا تو کہنے لگے کہ میں تو آپ ہی کے سپرد کرچکا ہوں یہ اخلاص کا اچھا نمونہ ہے میرا یہ منشاء نہیں کہ سب نکاح میرے ذمّے ہی ڈالدیں مگر جو از خود مجھے کہتا ہے اور معاملہ کو میرے سپرد کرتا ہے تو پھر اسے یہ مدنظر رہنا چاہیئے کہ اب جو کچھ کیا جائے اسے مان لے دیکھو تمہاری بیعت کی شرائط میں سے یہ نہیں کہ لڑکیوں کی شادیاں میری معرفت کرایا کرو۔ جماعت تو بڑھتی جاتی ہے۔ اور انشاء اللہ ساری دنیا میں پھیلے گی اب اگر خلفاء کا یہ بھی فرض ہو کہ تمام شادیاں انہی کی معرفت ہوں تو یہ تو بڑا بوجھ ہے۔ پس اگر بغیر میری اطلاع کے کوئی شادی کرے تو اس سے ایمان میں نقص نہیں آجاتا۔ لیکن اگر ایک شخص کہے کہ یہ معاملہ آپکے سپرد ہے اور پھر جب کہا جائے کہ یوں کردو اور پھر اس سے پہلوتہی کرے تو یہ ناپسندیدہ امر ہے۔ ایسی شادی میں عفو کرکے اگر ہم شامل بھی ہوجائیں تو بابرکت کبھی نہیں ہوگی ضرور فساد ہی ہوگا یہ مت سمجھو کہ فوراً فساد ہو ممکن ہے میاں بی بی صلح سے گزاریں مگر اولاد گندی پیدا ہو۔ غرض نتیجہ کبھی نہ کبھی ضرور گندہ نکلیگا۔ اگر انکی زندگیوں میں نہیں تو نسلوں میں پوتوں میں پڑپوتوں میں کہیں نہ کہیں یہ گند نکلیگا جس کی بنیاد بیج کے طور پر ابھی پڑ چکی ہی اور جس نکاح کی بنیاد سداد پر ہوگی۔ اسکا نتیجہ کبھی نہ کبھی اچھا ضرور نکلیگا۔ دیکھو بعض لوگ شریر اور بدکار ہیں مگر انکی پشتوں سے نیک لوگ نکلتے ہیں جیسے ابوجہل اور اسکا بیٹا عکرمہ۔ باپ تو وہ کہ کوئی مسلمان پسند نہیں کریگا کہ اپنا نام ابوجہل رکھے اور بیٹا وہ کہ بڑے بڑے اولیاء کو ایسا ہونیکی ہوس ہے۔ غرض نیک بیج نیک ثمرہ لائیگا اور بد بیج بدیاں پیدا کریگا (آواز میں بلندی لہجے میں خاص جلال آگیا) [illegible] کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس جھوٹ کو مٹایا جائے

کیونکہ اگر ایمان کے تمام پہلو سرسبز نہ ہوں تو ایمان کامل کے بارے میں خطرہ ہے جو درخت آدھا سوکھا ہوگا۔ باقی آدھا بھی سوکھ جانے کا خطرہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ابھی بعض نقص ہیں۔ وقت کی پابندی نہیں اوقات سے بہترین کام لینے کا مادہ کم ہے جرأت نہیں۔ دو آدمیوں کو کسی تحقیقات کے لئے لگا دیوں تو بہت نیک ہیں متقی ہیں مخلص ہیں مگر انکے فیصلہ کے بارے میں بعض اوقات مجھے شرح صدر نہیں ہوتا دیکھو اب سلسلہ تو بڑھے گا۔ آپس کے جھگڑوں کے علاوہ ممکن ہے خلفاء کے ساتھ بھی معاملات دنیا میں کسی کا جھگڑا ہو تو جو شخص جج کے طور پر مقرر کیا جائے اسے چاہیئے کہ محض حق فیصلہ کرے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ ایک طرف خلیفہ ہے دیکھو جج تو اسوقت خدا کا قائمقام ہے ایک نبی بھی بعض اوقات دنیاوی معاملہ میں کسی کو کہدیتا ہے کہ میرا اور اس کا اس معاملہ میں فیصلہ کردو۔ تو اب جج کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ یہ خیال کرے کہ نبی کو فائدہ والی بات پہنچے۔ جج صرف یہ مدنظر رکھے کہ حق کیا ہے بس وہ فیصلہ سنا دے۔ بعض دفعہ بعض لوگ منہ دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ یوں بڑا تقویٰ رکھتے ہیں مگر ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ ایک نہ ایک شاخ میں نقص ہوتا ہے بعض لوگ کسی بڑے شخص کے مقابل ٹھیک ٹھیک گواہی دینے میں تامل کرتے ہیں اور بعض صحیح فیصلہ نہیں دیتے حالانکہ جج کو چاہیئے کہ وہ شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس فیصلہ کا اثر کس پر پڑتا ہے کس پر نہیں پڑتا۔ میں کہتا ہوں کہ جبتک جماعت میں یہ رنگ نہیں آئیگا یہ مت سمجھو کہ وہ مضبوط چٹان پر آگئی۔ یہ بدی اگر باقی رہی تو ترقی کرتی کرتی اگلی نسلوں کو تباہ کردیگی۔ پس ابھی سے اسکا فکر لازم ہے مثلاً خلیفہ ہے وہ تجارت کرتا ہے ممکن ہے کہ لین دین میں جھگڑا ہو۔ اب جو جج مقرر ہوگا اسے چاہیئے کہ شہادتوں کی بنا پر فیصلہ کرے بعض لوگوں کی یہ اخلاقی کمزوری ہے وہ سمجھتے ہیں کیا ہم خلیفہ کے خلاف فیصلہ کرکے اسے جھوٹا ٹھہرائیں حالانکہ یہ غلطی ہے کیونکہ حساب کی غلطی اور بات ہے اور کسی امر کا فی الواقعہ ہونا کچھ اور بات مثلاً زید نے ایک شخص سے روپے لئے زید کہتا ہے کہ میں اسے سب ادا کرچکا ہوں۔ شخص کہے کہ میں نے دینے ہیں تو یہ بہرصورت جھوٹ نہیں۔ بلکہ حساب کی غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو اصلاح کے قابل ہیں۔ جب تک ایسی طاقت پیدا نہ ہوجائے کہ مومنین اپنے اوقات کو بہترین طور پر خرچ کریں اور صدق و سداد پر قائم ہوکر دلیری سے کام لیں۔ بات نہیں بنتی یاد رہے کہ بے ادبی اور دلیری میں فرق ہے حق کا بیان اور گستاخی یہ بھی الگ الگ ہیں بعض اوقات دلیری بے ادبی ہوجاتی ہے اور کمزوری۔ دلیری مثلاً ایک شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے اب وہ بولتا نہیں کہ یہ بے ادبی ہے تو یہ نہ بولنا درحقیقت بے ادبی ہے ایک اور شخص ہے وہ بلا پوچھے رائے زنی اور بولنا شروع کردے تو یہ دلیری بے ادبی ہے۔ غرض صداقت کا اظہار اور ادب ضدین نہیں۔ اسی طرح کمزوری اور ادب ایک چیز نہیں وقت کو عمدگی سے خرچ کرو۔ عمدگی کے یہ معنے نہیں کہ ایک انسان چوبیس گھنٹے لگا رہے بلکہ وہ وقت عمدہ طور پر کام لے اور تھوڑے وقت میں کوئی نتیجہ خیز کام کرے۔ جن لوگوں کو خدا کی طرف کوئی سرداری عطا ہوئی ہے۔ انکا ادب رکھے اور ضرور رکھے مگر موقعہ کا لحاظ رکھے جیسا کہ میں نے سمجھایا ہے ایسی کئی ایک باتیں ہیں۔ میرا منشاء ہے کہ ان میں اصلاح ہو۔ اللہ اگر چاہے تو میرے ہاتھ سے کروائے یا کسی اور سے غرض جس سے وہ چاہے کرائے میری خواہش ہے کہ یہ اصلاح ہوجائے اپنی عمر کے متعلق میں تو کچھ یقین نہیں رکھتا جبتک وہ خدمت دین مجھ سے لینی چاہے اسکی مرضی ہیں اسکے دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں ورنہ اسوقت (اللھم متعنا بطول حیاتہ راقم) کے لئے تو میں ہر وقت حاضر ہوں۔ اسوقت پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب تک آنحضرت صلعم کی اغراض و آرزوؤں کے لئے مسیح موعود کے لئے میرے لئے مفید ہے مجھ سے کام لے یا اپنے پاس بلالے وہ جو کچھ کریگا حکمت پر مبنی ہوگا۔ ہاں میں آئندہ کبھی پسند نہیں کرونگا کہ ہماری جماعت کے لوگ صدق و سداد پر کاربند نہ ہوں۔ جو لوگ ایسا کرینگے میں انہیں سزا دونگا میرا تعلق ان سے کچھ نہیں رہیگا۔

یہ شادی ان شکائتوں سے مبرا ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود بیماری اور حلق میں تکلیف ہونے کے اور سردرد کے اور بوجہ ایک زخم کے (پھوڑے پر چیرا دلوایا گیا تھا) بیٹھ نہ سکنے کے میں نے خود یہ نکاح پڑھایا ہے کیونکہ میرا دل خوش تھا۔ اور یہ رشتہ مجھے پسند تھا۔ ایک طرف تو کھلا کھلا سداد پر کام لیا دوسری طرف سے بھی میں انس رکھتا ہوں اسلئے اپنے نفس پر بوجھ ڈالکر تکلیف اٹھاکے میں اس میں شامل ہوا ہوں ایک دوسرے **نکاح** کی بابت بھی مجھے کہا گیا ہے مگر چونکہ اسکی بنا وسداد پر نہیں اسلئے میں اس نکاح میں شامل ہونا اور اس نکاح میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ کسی کو کہدوں کہ یہ نکاح پڑھادے یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ ہاں اس نکاح سے جو میں پڑھانا چاہتا ہوں۔ اس میں میں شامل ہوں کیونکہ میری طبیعت خوش ہے دوسری طرف سے بھی خوش ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ وہ قادیان میں آکر کام کریں محنت اور ایمانداری نیکی اور تقوے کے ساتھ کرینگے تو مجھے اور بھی محبوب ہوجائینگے۔ اسوقت کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے مگر ایسے کام کرنے والوں کے لئے جو اللہ کے لئے اخلاص سے کام کریں۔

بی اے ایم اے ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔ بہت سے بی اے۔ ایم اے۔ ایل ایل بی ہیں۔ ساٹھ ستر روپے کی ملازمت نہیں ملتی۔ خود مجھے کئی بی اے۔ ایم اے ایل ایل بی کے خطوط آتے ہیں۔ جنمیں وہ نہایت لجاجت سے لکھتے ہیں کہ ہمارے گزارہ کا بندوبست ہوجائے دعا کیجئے۔ دیکھو ایک ایم اے تھا۔ اس نے ایک وقت نیک نیتی سے کام کیا۔ مسیح کے دامن سے وابستہ ہونے میں اپنی نجات دیکھی۔ خدا نے اسے یہ اجر دیا کہ دنیا بھر میں اسے مشہور کردیا۔ ایک عظیم الشان اور آزاد قوم پر اسے حکومت دی۔ حتیٰ کہ ایک وقت اس نے اس قوم کے قائمقاموں سے کہا۔ میں جوتیوں سے تم سے چندہ وصول کرونگا۔ اور سب نے خوشی سے سنا یہ گویا اسکا اثر تھا۔ گو میں نے جب سنا تو یہ کہا یہ کلمہ ضائع نہ جائیگا۔ ضرور سزا ملیگی چنانچہ اسکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ ہوں میں ہوں خدا نے ایک پل میں ذلیل کردیا۔ وہی لوگ جو اسکی بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوتے پکار اٹھے۔ ہم نہیں سنتے ایسے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ خدا جماعت بنا رہا تھا۔ اور انہیں عزت دینے کے لئے انکے ذریعے سے کام کرا رہا تھا۔ وہ سمجھے جو کام ہے ہم ہی کر رہے ہیں۔ اسلئے خدا نے ان سے وہ کام چھین لیا۔ انکے تکبر اور رعونت کا یہ حال ہے کہ ایک نے ان میں سے کہا ہم تو سمجھتے ہیں مگر

دس سال کے اندر اس مدرسہ میں عیسائی ہی عیسائی ہونگے ایک نے کہا ہم جاتے ہیں مگر ناک رگڑ کر ہمیں بلوائینگے۔ ایکنے کہا۔ میں نکلونگا تو میرے ساتھ ایک جماعت نکلے گی۔ مگر خدا تو بڑا غیور ہے اسنے تھوڑے دنوں میں انہیں انکی اصلی قیمت دکھادی۔ دیکھو اسوقت جو دنیا کی نظروں میں پہلے کام کرتے نظر آتے تھے۔ وہ سب ہی چلے گئے۔ محاسب کے دفتر میں شائد پانچ روپے چار آنے باقی تھے۔ تین مہینے کے اخراجات کے بل ابھی واجب الادا تھے۔ اٹھارہ ہزار کا قرضہ۔ پھر بھی اللہ کام چلاتا ہی رہا اور جماعت کو اللہ نے یہ ترقی دی کہ ہفتہ دار ایک آدھ نام نومبائعین کا چھپتا اب ایک سہ روزہ اخبار سے سب کے نام چھاپنے مشکل نظر آرہے ہیں۔ سنو! اب بھی وہ جھوٹا ہے جو کہے میںنے یہ کیا۔ کسی نے نہیں کیا نہ میںنے کیا نہ تم نے کیا۔ اللہ نے کیا اور وہی آئندہ کریگا آگے ہمنے کیا کہنے والوں کو تو خدا نے الگ کر دیا اب خدا کرے ایسے لوگ پیدا نہ ہوں مگر جماعتوں پر ایسے اوقات بھی آتے ہی ہیں خدا کرے آئیں تو بہت دیر سے آئیں لیکن جب ایسا وقت آیگا تو زم گھوڑے انکے نیچے ہونگے۔ اور وہ انپر قابو نہ پا سکینگے اور اب انکے نیچے منہ زور گھوڑے ہیں۔ مگر وہ اناڑیوں کے ہاتھ سے چلاتا ہے جب تک خدا چاہیگا اس باگ کو پاک ہاتھوں میں رکھیگا اور اسوقت کوئی نکل اناڑی بھی ہوگا تو اسکے ہاتھوں سے کام چلتا رہیگا لیکن جب یہ سوال ہوگا کہ ہم کرتے ہیں اور ہم اس قابل ہیں۔ ہم اہل الرائے ہیں تو اسوقت خدا چھوڑ دیگا یہ بدقسمتی کا وقت ہوگا دیکھو انسان جب تک بچہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ خود اسکے لئے غذا بہم پہنچاتا ہے وہ بے حس و حرکت ہوتا ہے تو اسکے اٹھانے والا اٹھایا کرتا ہے لیکن جب بچہ کہتا ہے میں خود چلونگا۔ تو وہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ جسقدر بھی ترقی ہوئی جتنی بھی کامیابی ہوئی۔ یہ سب کام خدا نے کیا خدا کرے گا خدا ہی کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے جھوٹا ہے وہ جو کہتا ہے میں کرتا ہوں۔ ایک انسان کا ہدایت یاب ہونا مشکل ہے اور یہاں تو اپنے فضل محض اپنے فضل سے جماعتوں کی جماعتیں لا رہا ہے پس اس صورت سے کام کرو کہ گویا تم خدا کے ہاتھ میں آلہ ہو اگر کام میں کوئی نقص آیا تو سمجھو کہ یہ خدا کے کام پر نقص عائد ہوگا۔ پس خوب محنت سے کام کرو۔ صدق و سداد پر عمل پیرا رہو جو فلاح پانا چاہتے ہیں انہیں چاہئیے کہ وہ اللہ کے لئے ہو جائیں۔ اللہ خود انہیں سب کچھ دیگا وہ پہلے دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان میرا مقابلہ تو نہیں کرتا جب تک کوئی دکھ برداشت نہ کرو گے سکھ کو نہ پا سکو گے۔ پس جو آسودگی چاہتے ہیں وہ خدا کے لئے تنگی برداشت کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں جو اپنے آپکو پہلے اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو صدق و سداد عطا فرمائے انکے نفسوں کی اصلاح کرے انکی کمزوریوں کو دور کرے ان کے اندر اخلاص تقوےٰ پرہیزگاری پیدا کرے انکو ایسا کر دے کہ اسکے ارادہ کے خلاف کچھ نہ کریں وہ ایسے ہو جائیں جیسے بچہ ماں پر اپنا سب بھروسہ رکھتا ہے۔ انکی غلطیاں جو ہیں معاف کرے۔ کاموں میں برکت دے ہاتھوں میں برکت دے خیالوں میں برکت دے کاموں میں برکت دے۔ نیک خواہشوں میں برکت دے اپنے حق میں بہتر بات ہم نہیں سمجھتے کونسی ہے وہ آپ ہی جو بہتر ہے وہ کرے تکبر۔ خودی۔ ریا۔ خود پسندی ان میں نہ ہے ہر طرح پر انکی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ میں برکت دے۔ اللّٰھم آمین۔ ایجاب قبول ہوا۔ اور مجلس برخاست

نصرت الٰہی

کتاب حقیقۃ النبوۃ عام طور پر پڑھی جاتی ہے اور ہر ایک خواندہ غیر احمدی کو پہنچادی گئی ہے مولوی محمد علی نے اخبار پیغام صلح میں پچیس سوالات کئے ہیں۔ چونکہ انکے خیال میں متضاد ہیں۔ مجھے بڑا لطف آیا جبکہ میںنے دیکھا کہ غیر مبائعین میں سے ایک نو مبائع ایک غیر مبائع کو ان سوالات کا جواب حقیقۃ النبوۃ سے دے رہے تھے اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو لوگ کل مخالف تھے۔ اور مولوی محمد علی کے اعتراضات کو آسمانی اعتراضات سمجھتے آج ان سوالات کو بچوں کے سے سوالات لکھتے ہیں۔ یہ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے چار اور غیر مبائعین دوست بہت قریب آگئے ہیں۔ حضور دعا فرماویں اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نصیب کرے۔ دیہات ضلع سیالکوٹ میں طاعون کا بہت زور ہو گیا ہے قریباً ہر ایک گاؤں اور جس میں ابھی تک طاعون نمودار نہیں ہوئی۔ چوہے کثرت سے مر رہے ہیں اور خاص شہر سیالکوٹ میں بھی طاعون کے کیس ہو رہے ہیں۔ حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک احمدی کو اس ابتلا کی موت سے بچائے رکھے موت اگر آجاوے تو ایک گھڑی بھی نہیں لگتی۔ لیکن طاعونی موت سے سلسلہ احمدیہ پر دھبا[1] لگ جاتا ہے اگرچہ مرنے والے کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے کہ وہ ایسی موت سے ہلاک ہو جاوے اور حضور ہر ایک احمدی کے لئے دعا فرماویں۔ آج میں نو مبائعین کو دعوت دونگا۔ مولا بخش (سیالکوٹ)

ساٹھ گاؤں کا قاضی حضرت خلیفہ ثانی کیخدمت میں

قاضی حکیم منظور محمد صاحب ساکن جرگ اس عقیدہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ کہ منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ پر وہی فتوےٰ ہے جو انبیاء میں سے کسی نبی کے انکار پر اہل اسلام میں مسلم ہے۔ خدا حکیم صاحب کو استقامت بخشے۔ مرزا امداد بیگ صاحب کہا کرتے تھے اگر یہ شخص احمدی ہو جائے تو ساٹھ گاؤں احمدی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔

یہ خط اسکے ساتھ یکم اپریل کی ڈاک میں انیس ۱۹ اشخاص کی درخواست بیعت احمدیت تھی) عین اسوقت کھولا گیا۔ جس وقت ایک خادم نے پیغام کو کھولکر سنایا کہ نجیب آباد کے ایک شخص عبدالمجید نام جنکے بورڈنگ کی ملازمت اور اسی سلسلہ میں قادیان سے نکالے جانے پھر حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص مہربانی سے دوبارہ یہاں رہائش کا موقعہ ملنے پھر بیعت کر کے کئی بار اپنے قرض کی مجبوری سے مبلغات حاصل کرنے اور آخر لاہور میں زیادہ تنخواہ پاکر ادہر متوجہ ہونے اور مبلغات کے تزائد پر اپنے ایمان کا دارومدار رکھنے وغیرہ کے پوست کندہ حالات ایک تفصیل چاہتے ہیں اور فی الحال اتنا لکھ دیتے ہیں کہ اسکے لئے بہتر تھا اور تھا کہ وہ خاموش ہی رہتا نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا ہے۔ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ۔ یہ ایک ہی بیعت کا خط نہ تھا۔ بلکہ اب تو بیعت کے اسقدر خطوط آتے ہیں کہ سہ روزہ اخبار انکے شائع کرنے سے عاجز ہے۔

---

[1] بعض ہستشناکسی اور حکمت الٰہی پر مبنی ہوتے ہیں۔

ایک نشان

پھر ایسے اشخاص کا یہاں سے جانا حضرت اولوالعزم کی صداقت کا نشان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت پہلے خبر دے چکا تھا دیکھو اخبار الفضل یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء خطبہ جمعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۴ء "کچھ پہلے دنوں مینے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان مکان ہے اس میں کچھ سوراخ ہیں اور اسکی چھت میں دو تین کڑیوں کی جگہ خالی ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ خالی جگہ نہیں بلکہ یہاں سے منافق ہیں۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو نکالدیا۔ پانچ چھ دن ہوئے کہ رؤیا میں مجھے ایک اور شخص دکھایا گیا ہے۔ ایک مکان میں تہجد کی نماز پڑھ رہا ہوں میرے دل میں کھٹکا ہے کہ کوئی شخص چوری کے ارادے سے اس مکان میں داخل ہوا ہے۔ میں اسی خیال سے کہ وہ کوئی چیز نہ چرالے جلدی نماز ختم کرکے اسکی طرف بڑھا۔ تو وہ بغیر کوئی چیز اٹھانے کے بھاگ گیا۔ اسوقت اس نے چوروں کی طرح تمام کپڑے اتار کر صرف لنگوٹی باندھی ہوئی تھی میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ منافق ہے۔ جو کہ نقصان پہنچانا چاہتا ہے لیکن پہنچا نہیں سکیگا"
مبارک ہے وہ خدا جو اپنے بندے محمود کو کثرت سے اُمور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

ایک بزرگ صوفی خلیفہ ثانی کی بیعت میں

جناب سید تہور حسین شاہ صاحب وارثی۔ نہایت اخلاص بھرا خط آیۃ اللہ فی العالمین امیر المومنین کے سرنامہ سے شروع کرکے لکھتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ مجھے سلسلہ احمدیہ اور اپنی بیعت میں داخل فرمادیں۔ عنقریب حاضر ہونیکا ارادہ بھی ہے۔

لکھنؤ کا سکرٹری جماعت احمدیہ

برادر کبیر الدین احمد کا تبادلہ ہو گیا اسلئے اب لکھنؤ کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری بحکم خلیفۃ المسیح برادر خیر الدین صاحب ہیں تمام انجمنیں اور احباب نوٹ کرلیں۔ خدا انہیں خدمت دین کی توفیق بخشے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کی شہادت درکار ہے

شیخ صاحب! جب آپ کے بھائی صاحب فوت ہوئے ہیں اور آپنے ان کا جنازہ پڑھا ہے تو حضرت اقدس نے کن الفاظ میں آپ سے خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا تھا حق کہئے۔

ڈانوی معاند

نے چھ سال میں خلافت کی حقیقت کھلجانے کی پیشگوئی کی تھی۔ چھ ہفتوں کے اندر بیوی مری۔ اور خانہ بربادی ہوئی مگر غالباً یہ اسکے لئے کافی نہیں اب وہ اپنے دو بچوں کو اس مبیح پر چڑھانا چاہتا ہے اور خود جرأت نہیں کرتا کیوں نہیں غلام دستگیر صاحب قصوری۔ فقیر مرزا دودالمیال۔ چراغ الدین جمونی کی طرح گھر بیٹھے مباہلہ بوعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین شائع کر دیتا۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ یہ وہی شخص ہے جو حضرت اقدس کی خبر وفات سُن کر نماز میں خیالی پلاؤ پکاتا کہ میں امیر المومنین ہونگا مرجع عالم ہونگا کھل کھلا کر ہنس پڑا تھا۔ آج یہ ناکام مقربان بارگاہ صمدی کے منہ آتا ہے۔

غلطی کا اقرار

میں اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے چاہ ضلالت میں گرا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود دستگیری فرماکر آپکی طرف رہنمائی فرمائی ہے شومئ اعمال سے حضور پر چند اقوال نے بدظن کر رکھا تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب تاریکیاں رفع ہو گئی ہیں اول مینے بیعت کی ہوئی تھی مگر درمیان میں آنے والے حوادث نے میرے قدموں کو متزلزل کر دیا۔ استغفر اللہ ربی لہذا مکرر گزارش ہے کہ حضور اپنے کمترین خدام میں جگہ عنایت فرماکر استقامت کے لئے دعا فرمادیں۔

نیازمند ابوالحسن غلام غوث امرتسر

درخواست بیعت خلافت

بہادر عالمگیر خان صاحب وہ صاحب ہیں جنہیں جون ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ ثانی نے خط لکھا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ آجتک اسی شش و پنج میں رہا۔ لیکن موقعہ نہ مل سکا۔ کہ آنصاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ لیکن افسوس کرتا ہوں۔ کہ آجتک بیعت نہ کرسکا اسواسطے نہایت عاجزی سے ملتمس ہوں کہ آپ بندہ کی بیعت قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ توفیق استقامت عطا فرماوے۔

آپکا تابعدار عالمگیر خاں سب اسیسیر

امور غیبیہ پر اطلاع

جو لوگ سیدنا محمود کی صحبت میں رہتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ آپکے رؤیا مثل فلق الصبح پورے ہوتے ہیں۔ اور اسکی اسقدر مثالیں ہیں کہ ایک کتاب بن سکتی ہے۔ صوفی غلام محمد صاحب بی اے ماریشس روانہ ہوئے تو آپ نے ان کے جانے کے دو چار روز بعد سنایا۔ مینے رؤیا میں دیکھا ہے کہ صوفی صاحب جہاز سے اترے اور جس سرزمین پر قدم رکھا ہے۔ اس میں سانپ بہت ہیں۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اولاً انکی مخالفت بہت ہو گی سیلون میں ایک دوست کی وجہ سے بظاہر حالات ہر طرح اطمینان تھا۔ مگر وہاں اترتے ہی جب ان سے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت پوچھا گیا۔ تو صوفی صاحب نے صاف صاف تمام دعاوی سنائے۔ نہ صرف مسیح موعود بلکہ یہ بھی کہدیا۔ کہ ہم انہیں ویسا ہی نبی مانتے ہیں جیسے اور انبیاء علیہم السلام اسپر وہ زعیم قوم جس کے ذریعے وہاں کچھ ہو سکتے تھے کبیدہ خاطر ہو گیا مگر آپ نے حق کہنے میں کچھ پروا نہ کی۔ اور ایک ہوٹل میں اتر کر لوگوں کو خدا کا پیغام سنانا شروع کر دیا۔ انہیں بتایا کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں اور ہم ان کے پیچھے نمازیں حرام سمجھتے ہیں۔ غرض کھلم کھلا کہہ رہے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالے آپ کا ناصر و مددگار ہو

حقیقۃ النبوۃ

حصہ اول

یہ تین سو صفحے کی کتاب شائع ہو چکی ہے چھ آنے اسکی قیمت ہے۔ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ اسے منگا کر پڑھے۔ اور ذی استطاعت اپنی مقدور کے موافق جلدی تقسیم کریں۔ محصولڈاک ۱؎

نومبائعین

غلام نبی صاحب ۔ ضلع گورداسپور
شاہ محمد صاحب ۔ ضلع لائل پور
مسمات نواب بی بی ضلع گجرات
نور ماہی صاحب ضلع گوجرانوالہ
اہلیہ " "
فرزند " "
فرزند " "
نواب دین صاحب ولد مولاداد صاحب
اہلیہ "
غلام علی صاحب
(انہوں نے اپنے کارڈ میں اپنا ایڈریس نہیں لکھا)
عبدالحمید صاحب مالیر کوٹلہ ۔
محمد سعید صاحب ۔ بہاولپور ۔
نبی خان صاحب ۔ ضلع ہوشیار پور ۔ مولوی ابوالہاشم بنگال
ملاں محمد رحم صاحب ۔ بنگال
احمد الدین صاحب ۔ گجرات ۔ محمد یوسف صاحب ۔ بڑودہ
اہلیہ صاحبہ محمد یوسف صاحب ۔ بڑودہ ۔
جناب ایوب خان صاحب ۔ ضلع جہلم
نور الہٰی صاحب "
بدر الدین صاحب ۔ "
حاکم صاحب ۔ ضلع سیالکوٹ
سید غلام شاہ صاحب ۔ "
عبدالغنی صاحب ضلع پشاور
اہلیہ صاحبہ " "
علی گوہر صاحب ۔ ضلع سیالکوٹ
اہلیہ " "
محمد الدین صاحب ۔ "
مہر بی بی صاحبہ ۔ "
سید بی بی صاحبہ ۔ "
فتح دین صاحب ۔ "
اہلیہ " "
دولت بی بی صاحبہ ۔ "

چوہدری سراج الدین صاحب ۔ ضلع لاہور ۔
چوہدری علی محمد صاحب "
حسن صاحب ۔ "
حسین صاحب ۔ "
مہر صاحب "
وہاب الدین صاحب ۔ "
عبداللہ صاحب "
جہنا صاحب ضلع لاہور ۔ حسینی صاحب ضلع لاہور
الہ دین صاحب " ۔ عبدالرحیم صاحب "
اللہ دتا صاحب " ۔ بہادر صاحب "
عمر الدین صاحب "
منشی صاحب ۔ ضلع لاہور
چنن دین صاحب ۔ ضلع جہلم
محبوب عالم صاحب "
عبدالحمید صاحب "
قاسم صاحب "
سلطان صاحب ضلع جہلم ۔ نور عالم صاحب ۔ ضلع جہلم
شاہ محمد صاحب ۔ ضلع جہلم
محمد شریف صاحب "
عائشہ صاحبہ "
مسماۃ فضل بی بی اہلیہ ابراہیم صاحب ۔ ضلع جہلم
مسماۃ فضل بی بی اہلیہ محمد الدین صاحب "
عدل بی بی صاحبہ "
تابو صاحبہ "
کرم بی بی صاحبہ اہلیہ بوٹا صاحب "
کرم بی بی صاحبہ "
روشن بی بی صاحبہ "
اہلیہ صاحبہ عبداللہ صاحب ۔ "
فضل بی بی دختر عبداللہ صاحب ۔ "
مسماۃ فاطمہ صاحبہ ضلع جہلم
نیک بی بی صاحبہ ۔ "
فضل بی بی ۔ زوجہ شاہ محمد صاحب ۔ "
عبدالجلیل صاحب بیعت خلافت ۔ پشاور
شفیق محمد صاحب بیعت خلافت ۔ ریاست پٹیالہ ۔

عبدالغنی صاحب ۔ ضلع گورداسپور
عبدالعزیز صاحب "
مولاداد صاحب ۔ "
رحیم بخش صاحب "
کریم بخش صاحب "
دین محمد صاحب "
عبداللہ صاحب ۔ ضلع ۔ لائل پور
اللہ دتا صاحب ۔ ضلع گورداسپور

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

جنگ میں جانے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ انکے ایمان کمزور ہوتے ہیں۔ جو ڈر کے مارے گھر میں بیٹھ رہتے ہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادل کی طرح آئے تھے۔ جب بادل آتا ہے تو اس میں نقصان بھی ہوتے ہیں۔ اور نفعے بھی۔ اسی طرح جب انبیاء آتے ہیں کمزور ایمانوں والے لوگ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بڑے درجے پاتے ہیں۔ جسطرح بادل سورج کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور کچھ اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء سے پہلے بظاہر امن ہوتا ہے۔ لیکن ان کے آنے کے وقت بڑی بڑی تباہیاں۔ قحط اور ہلاکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہم اپنے زمانہ میں ہی دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے پیشتر کچھ نہیں تھا۔ لیکن جس وقت آپ آئے۔ زلزلے۔ قحط۔ بیماریاں اور تباہیاں آنی شروع ہوگئیں۔ تو جس طرح بادل کا سورج کو ڈھانپنا بری بات نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان رحم اور فضل کے نازل ہونے کی ابتدا ہوتی ہے۔ اسی طرح امن کے زمانہ میں نبیوں کے آنے کی وجہ سے گو مصیبتیں آتی ہیں مگر رحمتوں کو بھی اپنے ساتھ لاتی ہیں ۔

پھر جب بارش آتی ہے تو ایک کسان اپنی زمین میں بھاگتا ہوا جاتا ہے کہ پانی کو زمین میں جمع رکھے تاکہ وہ مفید ثابت ہو۔ دوسرا کسان پانی کو زمین کے لئے مفید نہیں سمجھتا۔ اس لئے گھر سے جاتا ہی نہیں۔ تیسرا کسان پانی کو تو مفید سمجھتا ہے۔ لیکن اس کو اتنی ہمت نہیں پڑتی کہ کھیت میں جا کر پانی کو جمع کر رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض ڈر کے مارے کانوں میں انگلیاں دیتے ہیں کہ کفار غالب آجائیں گے۔ اور ہمیں ہرا دینگے۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ نے کفار کا احاطہ کیا ہوا ہے احاطہ اسی لشکر کا کیا جاتا ہے۔ جو کہ بہت کمزور ہو تاکہ انمیں سے کوئی بھاگ کر بچ نہ جائے تو اللہ نے تو ان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور ان سب کو تباہ کر دیگا۔ تم کیوں ان سے ڈرتے ہو ۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ

قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو اچک لے۔ جب وہ روشنی کرتی ہے انکے لئے تو اسمیں چلنے

مَّشَوْا فِيْهِ قلا وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْشَآءَ

لگتے ہیں۔ اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو ٹھیر جاتے ہیں ۔ اور اگر اللہ چاہے اللہ

اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ع

تو ان کی شنوائی اور بینائی لے جائے۔ یقیناً اللہ ہر بات پر قادر ہے

فرمایا کہ تم کو ہم نے ہدایت دے دی ہے۔ پھر بھی اگر تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو تمہارے کان اور آنکھیں لے لی جائینگی یعنے باوجود تم آنکھیں رکھنے کے حق کے دیکھنے میں اندھے ہوگے۔ اور باوجود کان رکھنے کے بہرے ہو جاؤ گے۔ تو ہمنے تمہیں ایمان تمہاری نیکیوں کی وجہ سے دیا تھا۔ اگر تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو ہم اس کو سلب بھی کر دینگے۔ کیونکہ ہم سب چیزوں پر قادر ہیں ۔

رکوع سوم

یکم اگست سنہ ۱۹۱۴ء

پہلے اللہ تعالیٰ نے تین گروہ بیان فرمائے ہیں کہ قرآن کے آنے پر تین قسم کے لوگ ہوگئے یا ہوتے رہیں گے (۱) وہ جنہوں نے قرآن میں جو کچھ تعلیم ہے اس کو تسلیم کر لیا (۲) وہ جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ان کو ماننے کی توفیق ہی نہ ملی (۳) وہ جنہوں نے انکار تو نہیں کیا۔ لیکن اسپر عمل بھی نہیں کیا۔ اور قرآن کو مان کر اور حقیقت کو سمجھ کر بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا پھر مسلمانوں کو دعا کی ترغیب دی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی دعا مانگیں۔ پھر بتایا کہ ہم تم کو صداقتیں دیتے ہیں انکو اختیار کرو گے تو تم کو ہدایت مل جائے گی۔ اور اگر انکار کروگے تو دکھ اٹھاؤ گے۔ اب یہ بتایا کہ دنیا میں جب تین گروہ (۱) مؤمن (۲) منکر (۳) منافق ہوگئے۔ تو انسان کو کس گروہ میں داخل ہونا چاہیئے ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

پیدا کیا۔ تا کہ تم نجات پاؤ ۔

ہر ایک انسان ادنے سے ادنے کام کرتے وقت بھی دیکھتا ہے کہ میرے لئے بہتری کس کام میں ہے۔ پھر جس میں وہ بہتری دیکھتا ہے۔ اس کو اختیار کر لیتا ہے اور جس کو برا سمجھتا ہے۔ اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ بات اس قدر دنیا میں پائی جاتی ہے کہ ایک چھوٹا بچہ بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔ وہ اپنی سمجھ میں جس چیز کو اچھا سمجھتا ہے اس کو لے لیتا

ہے اور جس کو ناپسند کرتا ہے اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ چھوٹے بچے کھانے اور کھیلنے کی چیزوں کو ہی سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور کھانا اور کھیلنا ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ اس لئے خواہ کتنی ہی قیمتی اور خوبصورت چیزیں دے کر ان سے کھلونا یا کھانے کی چیز مانگی جائے تو وہ نہیں دیتے۔ ہاں اگر ان چیزوں کو بھی کھلونے کے طور پر پسند کرلیں تو پھر لے لیتے ہیں اور اس لئے لیتے ہیں کہ اس کو اپنے خیال میں اپنے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ تو جو شخص جس چیز یا جس کام کو اعلےٰ اور مفید سمجھتا ہے اسی کو اختیار کرلیتا ہے ٭

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے بچنے کے لئے ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ عبادت کرو۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ اپنے نفس کی خاطر رشتہ داروں کی خاطر یا اور دوستوں آشناؤں کی بات مان کر حق کو چھوڑ دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو ترک کر دیتے ہیں۔ لیکن نیک اور متقی وہی انسان ہے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو عبادت کرو وہ عبادت تو پتھر کی بھی کی جاتی ہے۔ بُت پرست جب اپنے بُتوں کو پُوجتے ہیں تو عجیب قسم کے نظارے ہوتے ہیں۔ کہیں وہ عضو تناسل کے آگے جھکتے ہیں (ایک مندر میں میں نے دیکھا۔ کہ عورت اور مرد کی ننگی تصویریں بنی ہوئی ہیں اور جماع کرنے کے طریقے بتائے ہوئے ہیں) کہیں عورت کو ننگا کر کے اس کی شرم گاہ کی پرستش کرتے ہیں۔ کہیں سانپ۔ بچھو موذی درندوں۔ ستاروں۔ چاند سُورج۔ پہاڑ۔ درخت۔ دریا اور کئی قسم کی چیزوں کو پُوجتے ہیں تو یاایھا الناس اعبدوا سے یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ کس کی عبادت کی جائے۔ اسلئے فرمایا ربکم۔ کہ اسلام تمہیں اپنے رب کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ یہ کیسے چھوٹے لفظ ہیں لیکن کتنے وسیع معنے رکھتے ہیں "رب کی عبادت کرو" یہ کہنے سے بہت سی مخلوق یعنی معبودان باطل عبادت کے اندر سے نکل گئے۔ پھر اور توحید بیان فرمائی کہ اپنے رب کی عبادت کرو تو ربکم کہنے سے اور بھی بہت سی چیزیں دور ہو گئیں۔ مثلاً بعض ایسی چیزوں کی لوگ پرستش کرتے ہیں جو کہ اپنے رنگ میں مفید ہوتی ہیں۔ لیکن تمام کی تمام مفید نہیں ہوتیں۔ جس طرح چین میں ہر ایک کام کے لئے الگ الگ بُت ہے۔ اس لئے ربکم کہنے سے ایسے معبودوں کا بھی رد ہو گیا ٭

پھر بعض مفید بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ماں باپ کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ گو وہ کامل ربوبیت کے مظہر نہیں ہوتے۔ مگر کسی حد تک وہ بھی رب ہوتے ہیں پھر بادشاہ اور محسن بھی رب میں داخل ہیں تو خلقکم کہنے سے ایسے معبود بھی نکل گئے ٭

اوّل تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی بے پرواہی اور آوارگی دُور کی۔ یعنے فرمایا اعبدوا۔ فرمانبرداری کرو۔ ایک دہریہ کہتا کہ کسی کی بات کو نہیں ماننا چاہیئے اسلئے فرمایا۔ کسی کی عبادت تو کرنی چاہیئے۔ پس عبادت کرو۔ پھر ایک مشرک کہہ سکتا تھا کہ میں تو پتھر کی عبادت کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی کہ ربکم۔ رب کی فرمانبرداری کرو پھر مشرکین میں سے ہی ایک بول سکتا تھا۔ کہ میں تو رب کی ہی فرمانبرداری کرتا ہوں ماں باپ کی پرستش کرتا ہوں۔ یہ بھی تو رب ہی ہیں۔ ہند میں ابھی تک یہ رسم رائج ہے کہ پیری پونہ کہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں تو پاؤں پر پڑ ہی جاتے ہوں گے۔ لیکن اب چونکہ کاروبار کی وجہ سے انہیں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ہر مجلس میں پاؤں پر پڑتے رہیں۔ اسلئے زبانی ہی کہدیتے ہیں تو ایسے مشرک کے لئے فرمایا الذی خلقکم کہ ایسے رب کی فرمانبرداری کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اسمیں بھی ایک رنگ کے خلق کرنے کے مدعی تھے۔ یعنی ماں کہتی۔ کہ میرے رحم سے پیدا ہوا ہے۔ اور باپ کہتا کہ میرے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ اسلئے فرمایا کہ والذین من قبلکم اس رب کی فرمانبرداری کرو۔ جس نے تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا ٭

دنیا میں کسی کی فرمانبرداری کروانے والی تین ہی باتیں ہوتی ہیں (۱) یہ کہ ایک ایسا شخص ہو جو لوگوں پر احسان کرتا ہو تو اس کو دیکھ کر ایک اور آدمی کو بھی امید ہوگی ہے کہ مجھے بھی اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اس لئے وہ اس کی فرمانبرداری کرتا ہے (۲) کسی کا خوف اور ڈر ہو (۳) کسی سے نفع پہنچ رہا ہو۔ تیسری قسم کے محسنوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک تو ایسا محسن ہوتا ہے۔ جس کا احسان تھوڑی سی مدت کا ہوتا ہے۔ مثلاً ریل میں کسی نے اپنے پاس بیٹھنے کے لئے جگہ نکال دی یا وہ خود اپنی جگہ ہی دیدے تو یہ بھی ایک طرح کا محسن ہے۔ لیکن ایک ایسا محسن ہوتا ہے جو بچپن سے احسان کرتا رہا ہو۔ پھر ایک ایسا بھی محسن ہوتا ہے۔ جو پشت ہا پشت سے احسان کرتا چلا آتا ہو۔ تو جس قدر کوئی بڑا محسن ہوتا ہے۔ اُتنی ہی زیادہ اس کی فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ اور ایسا محسن جو باپ دادا کا بھی محسن ہو۔ اس کی تو دل کے شوق سے فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ اس آیت میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے شرک کو دور کیا۔ اور دوسری طرف ایسی تعلیم دی کہ انسان دل کے شوق سے خدا کی عبادت کرے یعنی فرمایا۔ کہ تم نے ہی تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا تھا۔

فرمایا۔ اس طرح کرنے سے نتیجہ یہ ہو گا کہ تم بچ جاؤ گے ٭

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا

اس کی اور تشریح فرمائی۔ اور کچھ ایسے انعامات بیان فرمائے۔ جنمیں ربوبیت کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ فرمایا۔ رب وہ ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ اگر زمین کو اپنی طرف سمیٹنے کی طاقت نہ ہوتی۔ تو کوئی بھی راحت و آرام کا سامان دنیا میں نہ ہوتا۔ اور تمام چیزیں ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر ہی فنا ہو جاتیں ٭

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

اور آسمان کو چھت

انسان کی پرورش کا تمام دارومدار خدا تعالےٰ نے زمین پر رکھا۔ لیکن صرف زمین